خصائص مصطفیٰ ﷺ پر کئے گئے مخالفین کے سوالات کے دندان شکن جوابات

اَلْقِلادَۃُ الطَّیِّبَۃُ الْمُرَصَّعَۃُ
عَلٰی
نُحُوْرِ الْأَسْئِلَۃِ السَّبْعَۃِ

مؤلفہ

مولانا ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خان صاحب قادری رضوی لکھنوی علیہ الرحمہ

(ولادت ۱۳۲۰ھ ۱۹۰۱ء......وفات ۱۳۸۰ھ ۱۹۶۰ء)

تخریج و حواشی

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

(رئیس دارالافتاء جمعیۃ اشاعت اہل السنۃ)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی،فون:2439799

نام کتاب : اَلْقِلادَۃُ الطَّیِّبَۃُ الْمُرَصَّعَۃُ علی نُحُوْرُ الْأَسْئَلَۃُ السَّبْعَۃِ

مؤلف : مولانا ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خان قادری

تخریج وحواشی : حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

سن اشاعت : ربیع الاول ۱۴۳۰ھ/ مارچ ۲۰۰۹ء

تعدادِ اشاعت : ۳۳۰۰

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی،فون:2439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

حرفِ آغاز

علمِ کلام تمام علومِ دینیہ کی بنیاد اور سرچشمہ ہے۔اس لئے تمام علوم اس بات کو ثابت کرنے کے محتاج ہیں کہ واجب اور اس کی صفات کا وجود ہے اور اس نے رسولوں کو بھیجا، کتابیں اتاریں، شریعت کے قوانین اور احکام جاری کئے۔جب تک یہ باتیں ثابت نہ ہوں اور علوم ثابت نہیں ہو سکتے۔اور ان امور کے اثبات کی ذمہ داری علمِ کلام ہی کے سر ہے،لہٰذا اس علم سے واقف ہونا،اس کے اصول وفروع کا جاننا اور اس کے حفظ ونشر کا اہتمام ضروری ہے۔

علمِ کلام عہدِ رسالت اور عہدِ صحابہ میں دیگر علوم وفنون کی طرح مدوّن ومرتب نہیں تھا نہ صحابہ کرام کو اس کی ضرورت تھی بلکہ وہ اسی پر اکتفا کرتے تھے جو قرآن وسنت میں پاتے تھے یا ان کا دینی شعور جن عقائد واضحہ کا ادراک کرتا۔وہ فروع کی باریکیوں میں نہ پڑتے تھے۔لیکن جب فتنے اٹھنے لگے،نئی نئی جماعتیں وجود میں آئیں اور غیر دینی عقائد تراشے جانے لگے تو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ان کی گمراہیوں کا پردہ چاک کر کے حق کو واضح کیا جائے اور صحیح وفاسد کے درمیان خطِ امتیاز کھینچ دیا جائے،چنانچہ علمائے اسلام نے اس جانب توجہ کی اور دلائلِ عقلیہ ونقلیہ کی روشنی میں علمِ کلام کے اصول وفروع مقرر کئے اور ایک مستقل علم کی حیثیت سے اسے مرتّب کیا تاکہ قوم کو ہدایت حاصل ہو اور فرقِ باطلہ کی گمراہیوں سے باخبر ہو کر ان سے عوام بچ سکے۔

جب بھی کسی بدمذہب نے اپنا نیا عقیدہ ظاہر کیا تو ائمہ اسلام نے کھل کر اس کا رد کیا۔

مثلاً جب قدریہ نے کہا کہ ''بندہ اپنے افعال کا خالق ہے،بندے کے افعال نہ مقدّر من اللہ ہیں نہ مخلوق خدا'' تو علمائے اسلام نے اس کا جواب دیا اور صراحت فرمائی کہ ''خیر وشر جملہ افعال تقدیرِ الٰہی سے ہیں کائنات میں اس کے سوا کوئی خالق نہیں''۔

خوارج نے کہا کہ ''گناہِ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے'' تو علما نے فرمایا: ''گناہ خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ مومن کو اسلام سے خارج نہیں کرتا۔جب تک وہ اسے حلال نہ جانے یا کوئی باطل عقیدہ نہ رکھے''۔معتزلہ نے جب کہا کہ ''قرآن مخلوق ہے'' تو علمائے حق نے صاف طور سے بیان کیا

کہ ''قرآن اللہ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے''۔

اور جب فرقۂ مجسمہ اور مشبہہ پیدا ہوئے اور انھوں نے اللہ کے لئے مخلوق کی طرح جسم،جہت،ہاتھ،پاؤں،چہرہ اور شکل وصورت ثابت کئے تو علماءِ اسلام نے ان کا رد کیا اور عقیدہ کی کتابوں میں صراحۃً یہ عقیدہ بیان کیا کہ ''اللہ تعالیٰ جسم وجہت سے پاک ہے اور اس کی ذات مخلوق کے مثل ہونے سے منزّہ ہے''۔

اسی سبب سے علمِ کلام میں کافی وسعت پیدا ہو گئی۔اس علم کا تقاضا ہے کہ انسان اسلامی فرقوں کو پہچانے اور ان کے ان باطل عقیدوں کو جانے جن کا علماء نے رد کیا اور اپنی کتابوں میں عقائدِ حقّہ کی صراحت کی ہے تاکہ انسان حق پر قائم رہے اور باطل سے گریز کرے۔

یہی وجہ ہے کہ علماءِ اہلسنّت نے ہر زمانے میں نو پید فتنوں کے ردّ میں تصانیف لکھیں تاکہ عوام ان عقائدِ باطلہ سے آگاہ رہے اور گمراہوں کی گمراہی سے محفوظ رہے۔جمعیت اشاعت اہلسنّت کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والثناء کی امت کی خیر خواہی کے لئے علمائے اہلسنّت کی تصانیف عوام اہلسنّت تک پہنچائیں۔

اسی مقصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اراکین ادارہ کی درخواست پر شیخ الحدیث ورئیس دارالافتاء جامعۃ النور حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی نے شیر بیشۂ اہلسنّت حضرت علامہ ابوالفتح مولانا حشمت علی خان ابن نواب علی خان لکھنوی علیہ رحمۃ الرحمان المتوفی ۱۳۸۰ھ کے اس نایاب رسالے القلادة الطیبة المرصّعة علی نحور الاسئلة السبعة میں موجود عبارات کی تخریج وحواشی مستند کتب کے حوالے سے تحریر فرمائے،اس طرح آپ کی اس کاوش نے رسالے کی اہمیت اور افادیت کو بڑھا دیا ہے اور اسے جمعیت اشاعت اہلسنّت اپنے سلسلہ مفت اشاعت نمبر ۱۷۹ شائع کر رہی ہے۔دعا ہے اللہ عزوجل مصنف علیہ الرحمہ،محشی اور اراکین ادارہ کی اس کاوش کو اپنے حبیب ﷺ کے طفیل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے عوام اہلسنّت کے لئے نافع بنائے۔آمین

محمد عارف نوری

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت علیہ الرحمہ

ازقلم
مولانا محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی

حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت مظہر اعلیٰ حضرت امام المناظرین غیظ للمنافقین علامہ ابوالفتح مولانا عبید الرضا حافظ قاری الحاج شاہ محمد حشمت علی خان صاحب قادری رضوی لکھنوی قدس سرہٗ العزیز دنیائے اہلسنّت میں ایک نہایت ممتاز مقام اور نمایاں حیثیت رکھتے ہیں، آپ بیک وقت نہایت کامیاب مناظر مقبول خاص و عام مقرر و خطیب، جید عالم و فاضل، بلند پایۂ مفتی و مدرس اور بہترین ادیب و مصنّف اور اعلیٰ درجہ کے نعت گو شاعر ہیں، وہ ہمت و جرأت و استقامت اور دلیری میں اپنی مثال آپ تھے، فتح آپ کی قسمت میں لکھی ہوئی تھی، آپ کو بفضلہٖ تعالیٰ ہر میدان میں فتح و نصرت نصیب ہوئی، وہ صحیح معنوں میں ابوالفتح تھے، آپ بکثرت مناظروں میں شریک اور متعدد مقدمات میں ماخوذ ہوئے لیکن ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرمائی اور آپ ہر میدان میں اور عدالت میں ظفر مند ہوئے اور ہر میدان و عدالت میں عظمت و ناموسِ رسالت کا علم اور سُنّیت کی حقانیت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی عظمت کا پرچم بلند فرماتے رہے، آپ کی آمد کی خبر اور نعرۂ حق کی گونج سے دشمنانِ دین و کفار و مرتدین مخالفینِ اہلسنّت کے بڑے بڑے مایہ ناز علماء اور مناظرین کے دل دہل جاتے تھے اور بسا اوقات وہ مناظرہ گاہ میں پہنچنے کے بعد یا آپ کا سامنا کئے بغیر ہی راہِ فرار اختیار کرتے تھے اور آپ کے علمی و تحقیقی دلائل کے سامنے دَم نہ مار سکتے تھے، ایسے موقعوں پر آپ تحدیثِ نعمت کے طور پر اکثر اپنی نعت کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

سگ ہوں میں عبید رضوی غوث و رضا کا
آگے سے مرے بھاگتے ہیں شیر ببر بھی

جب آپ عشق و محبت مصطفوی ﷺ سے سرشار ہو کر والہانہ انداز میں تقریر فرماتے اور اپنے مرشد برحق سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت مجدّد دین وملّت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام بلاغت نظام عرش وا حتشام۔

زمین و زمان تمہارے لئے مکین و مکان تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

جھوم جھوم کر پڑھتے تو مجمع تڑپ اٹھتا اور ہر طرف سے تحسین و آفرین کی صدائیں آتیں اور تکبیر و رسالت و غوثیت و مسلکِ اعلیٰ حضرت کے فلک شگاف نعروں سے فضا گونج اٹھتی اور بقول مولانا ابوالنور محمد بشیر مدیر ''ماہ طیبہ''۔

فلک سے سنتے آتے تھے ملائک داستان ان کی

ابتدائی حالات:

شیر بیشۂ اہلِ سنّت مولانا محمد حشمت علی خان صاحب قادری رضوی علیہ الرحمہ کی ولادت جناب مولوی نواب علی خان صاحب کے ہاں ۱۳۰۹ھ میں ہوئی، آپ ''سگِ بارگاہِ بغداد'' کے جملہ سے اپنا سن ولادت بیان فرمایا کرتے تھے، حضرت اسد السنّہ مجاہد ملّت مولانا مفتی قاری محمد محبوب علی خان صاحب قادری رضوی علیہ الرحمہ خطیب مدن پورہ بمبئی آپ کے چھوٹے بھائی تھے، آپ کے والدین نے بچپن ہی سے ان حضرات کو دینی تعلیم کی طرف راغب کردیا تھا، حضرت شیر بیشۂ سنّت نے صرف دس سال کی عمر شریف میں قرآن عظیم حفظ کرلیا تھا، بارہ برس کی عمر میں قرأت کی سند بروایت حفص حاصل کی اور تیرہ برس کی عمر میں سند قرأت سبعہ اور چودہ سال کی عمر میں سند عشرہ حاصل کی اور ابتداءً بعض بدعقیدہ علماء سے کچھ پڑھا مگر شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب نوری رضوی قدس سرّہ کی برکت سے اس سے نجات مل گئی اور دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر الاسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا اور حضرت صدرالصدور صدرالشریعت

بدر الطریقت مولانا علامہ محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی مصنّف ''بہارِ شریعت'' و حجۃ الاسلام شیخ الانام مولانا علامہ محمد حامد رضا خان صاحب قدس سرّہ اور بعض اسباق خود سرکار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت قدس سرّہ العزیز سے پڑھے اور دار العلوم منظر الاسلام میں تعلیم مکمل فرمائی اور سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت رضی اللہ عنہ کے سالِ وصال ۱۳۴۰ھ میں آپ جملہ علوم وفنون سے فارغ التحصیل ہوئے۔

دستار بندی:

حضرت مولانا علیہ الرحمہ کی دستار بندی وجبّہ پوشی سیدنا حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قدس سرّہ، سیدی صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ، حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی، حضور مفتیٔ اعظم شیخ العلماء مولانا شاہ مصطفیٰ رضا شاہ مصطفیٰ رضا خانصاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف کے مبارک ہاتھوں سے ۱۳۴۰ھ میں ہوئی، اسی سال اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا وصال مبارک ہوا مگر فتویٰ نویسی کا کام آپ نے اعلیٰ حضرت کی حیاتِ مبارکہ میں ہی خود حضورِ پُرنور سے شروع فرمادیا تھا۔

شرفِ بیعت:

حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت علیہ الرحمہ کو شرفِ بیعت امامِ وقت مجددِ مائۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل ہے اور انہی کی خدمت بابرکت میں رہ کر اپنے قلب کو نورِ ایمان سے منوّر فرمایا اور فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے، زمانۂ طالب علمی میں آپ اکثر سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرّہ کی بارگاہ میں حاضر رہتے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ بھی آپ پر خاص شفقت فرماتے اور آپ کو اپنی عنایات سے نوازتے تھے۔ ۱۳۳۹ھ میں امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرّہ نے آپ کو ''ولدہ مرافق و

غیظ المنافق'' کے خطاب سے مشرّف فرمایا، اعلیٰ حضرت جیسی عظیم شخصیت کے دربار میں حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت کے اس مقام وقرب سے ہی آپ کی عظمت وشان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اجازت وخلافت:

سندِ فراغت و دستارِ فضیلت کے بعد حجۃ الاسلام امام الاولیاء مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب قادری نوری، سیدی صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی رضوی رحمۃ اللہ علیہما اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم قبلہ سجادہ نشین بریلی شریف نے آپ کو اپنی اجازتوں اور خلافتوں سے سرفراز فرمایا۔ حضرت حجۃ الاسلام شہزادۂ اعلیٰ حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ کے خلف اکبر حضرت مفسرِ اعظم ہند علامہ مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خان صاحب جیلانی میاں قدس سرّہ العزیز کا بیان ہے: ابا جی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے مجھے دو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ایک مولانا سردار احمد صاحب اور ایک مولانا حشمت علی خاں صاحب۔ اور یہ سیدنا امام حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کی نگاہ مبارک کا اثر ہے کہ دونوں ہی ہم ذوق وہم مزاج، سخت و متصلّب اور جذبۂ تبلیغ سنّیت سے سرشار تھے۔

پہلا مناظرہ:

حضرت مولانا محمد حشمت علی خانصاحب علیہ الرحمہ کی طبیعت مناظرانہ تھی، جب بھی موقع ملتا آپ شیر بن کر گرجتے اور احقاق حق و ابطال باطل فرماتے، سیدنا اعلیٰ حضرت بھی آپ کے اس جوہرِ درخشاں کو پہچانتے اور قدر وعزت افزائی فرماتے تھے۔ ۱۳۳۸ھ کا واقعہ ہے کہ ہلدوانی میں ایک معرکۃ الآراء مناظرہ ہوا جس میں سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت نے مولوی یاسین خام سرائی خلیفہ تھانوی سے مناظرہ و مقابلہ کے لئے شیر بیشۂ سنّت علیہ الرحمہ کا انتخاب فرمایا، اس وقت حضرت مولانا کی عمر صرف ۱۹ سال تھی، اور

اہلسنّت کی طرف سے آپ تنہا مناظر تھے،اس کے باوجود آپ نے سرد وگرم چشیدہ مولوی
یاسین خام سرائی کو حفظ الایمان کی کفری عبارت پر مناظرہ کرکے ساکت وصامت کر دیا اور
مسئلہ علم غیب پر وہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔زمانۂ طالب علمی ہی میں یہ آپ کا پہلا مناظرہ تھا جس
میں نے آپ نے بے مثال فتح وکامیابی حاصل کی، جب سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرّہ نے
اس مناظرہ کی روئیداد سنی تو بہت خوش ہوئے اور آپ کو اپنے سینہ مبارکہ سے لگایا، بے شمار
دعاؤں سے نوازا، ابوالفتح کی کنیت عطا کی اور فرمایا آپ ابوالفتح ہیں، نیز اپنا عمامہ شریف
اور انگرکھا مبارکہ عنایت فرمایا، پانچ روپے نقد انعام عطا فرما کر پانچ روپے مہینہ وظیفہ مقرر
فرما دیا اور اس طرح عزت افزائی فرما کر سربلندی عطا فرمائی، چنانچہ اعلیٰ حضرت ہی کا یہ
فیضانِ نظر اور آپ کی عطا کردہ کنیت ابوالفتح کا اثر تھا کہ آپ ہر جگہ وہر موقعہ پر ہمیشہ فتح مند
وسربلند رہے،موافقین ومخالفین نے بارہا آپ کی فتح مندی اور کامیابی وکامرانی کے جلوے
اور مظاہرے اپنی آنکھوں سے دیکھے، آپ نے ہندوستان بھر کے گوشہ گوشہ میں مذہب
اہلسنّت و جماعت کی حقانیت و مسلک اعلیٰ حضرت کے ڈنکے بجائے، شاتمانِ رسول
گستاخانِ شانِ نبوت و رسالت کو تہس نہس فرمایا، بے دینیت کے پرچم سرنگوں اور
بدمذہبیت کے قلعے زمین بوس کئے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بھولے بھٹکوں کو بے دینوں کے
دام وفریب سے بچایا،عقائدِ باطلہ،نظریاتِ فاسدہ سے توبہ کرائی اور سچا پکا سُنّی بنایا۔جزاہ
اللہ خیر الجزا

خواب میں اعلیٰ حضرت کی زیارت وبشارت:

حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت مولانا حشمت علی خانصاحب علیہ الرحمہ ایک دفعہ وظائف
ذکر واذکار کی طرف بہت زیادہ متوجہ ہوئے اور اعلیٰ حضرت کے بیاض مبارک سے سلسلہ
عالیہ قادریہ رضویہ کے وظائف واعمال کو کثرت سے پڑھنا شروع فرما دیا،خواب میں سرکار
اعلیٰ حضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے ،اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز فرما رہے ہیں:

"مولانا ابھی ہمیں آپ سے بہت کام لینا ہے، ہمارے سلسلہ عالیہ قادریہ
کا سب سے بڑا وظیفہ ہے کہ بے دینوں، بدمذہبوں، گستاخوں کا رد کیا
جائے،عظمت وشانِ رسالت کا تحفظ ہمارا سب سے بڑا عمل ہے"۔

مولانا حشمت علی خان صاحب جو جز وقتی طور پر تبلیغ ومناظرہ سے دست بردار ہو گئے
تھے،اعلیٰ حضرت کی حسب ہدایت دوبارہ اس میدان میں سرگرم عمل ہو گئے اور احقاقِ حق و
ابطالِ باطل میں سرگرم ہو گئے اور دشمنانِ رسول اللہ ﷺ سے برسرِ پیکار رہنے لگے۔

خدماتِ تدریس:

آپ صرف مقرر ومناظر ہی نہ تھے بلکہ مسندِ علم وتدریس پر ایک کامیاب مدرّس اور
بے مثال استاد بھی تھے چنانچہ تحصیلِ علم کے بعد متعدد سال دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام
بریلی شریف میں مدرّس رہے، پھر دارالعلوم اہلسنّت مدرسہ مسکینیہ دھوراجی کاٹھیاواڑ اور
پادرہ ضلع بڑودہ میں مدرسہ اہلسنّت میں صدر مدرّس رہے اور بڑی صلاحیت سے درسی کتب
پڑھائیں، کچھ عرصہ کے لئے گوجرانوالہ کی مشہور مرکزی جامع مسجد "زینت المساجد" جس
میں آج کل مخدوم اہلسنّت شیخ طریقت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی خلیفہ
مجاز سیدی محدث اعظم پاکستان قدس سرّہٗ خطیب ہیں میں بھی بطور خطیب ومدرس رہے۔

تاریخی مناظرہ:

یوں تو حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت نے سنبھل،مرادآباد،ادری،اعظم گڑھ،ہلدوانی،
سورت،نینی تال،شہر سلطان،مظفر گڑھ،سلانوالی،سرگودھا،جہلم،ملتان شریف،لاہور وغیرہ
میں متعدد کامیاب مناظرے فرمائے لیکن راندیر سورت کا مناظرہ کئی لحاظ سے اہم اور بے
مثال ہے، راندیر کے مناظرے میں مخالفین اہلسنّت کی طرف سے ان کے مایہ ناز عالم
مولوی محمد حسین مناظر تھے جس کو اپنی عربی دانی پر بڑا ناز تھا اور وہ خود کو درسیات کا ماہر وحافظ

کہتا تھا، شیر رضا کے سامنے اس کی عربی دانی خاک میں مل گئی اور سیاست میں مہارت کے
دعاوی غبارہ بن کر اُڑ گئے، مولوی محمد حسین راندیری کو ذلّت آمیز شکست سے دوچار ہونا
پڑا، اہلسنّت کی طرف سے اس فتح مبین کی خوشی میں عظیم الشان جلسہ تہنیت منعقد ہوا جس
میں گجرات کے علماء و اعیان نے آپ کو ''شیر بیشۂ سنّت'' کا خطاب دیا جو اتنا مشہور ہوا کہ
بمنزلہ علَم ہو گیا۔

فیصل آباد کا تاریخی مقدمہ:

یوں تو حضرت شیر بیشۂ سنّت علیہ الرحمہ پر مخالفین نے متعدد جھوٹے مقدمات کئے
اور اپنی میدانِ مناظرہ میں شکست کا بدلہ عدالت میں لینا چاہا لیکن مولانا محمد حشمت علی خان
صاحب پر ان کے آقا سیدنا امام احمد رضا کا فیضانِ کرم تھا، لہٰذا یکے بعد دیگرے ان تمام
مقدمات میں عدالت نے آپ کا موقف سن کر آپ کو بری کر دیا اور آپ نے عدالت میں
حسام الحرمین کا پرچم بلند فرمایا۔

فیض آباد یوپی کا مقدمہ اپنی نوعیت کا سنگین مقدمہ تھا جو موضع بھدرسہ کے
دیوبندیوں، وہابیوں نے اپنی اکابر کی شہ پر شیر بیشۂ سنّت علیہ الرحمہ کا منہ بند کرنے کے
لئے مہابیر پرشاد اگروال مجسٹریٹ درجہ اول شہر فیض آباد کی عدالت میں دائر کیا تھا اور
تعزیرات ہند کی دفعہ ۵۰۰، ۱۵۳، ۲۹۸ کے تحت کارروائی کرنے کی استدعا کی تھی، اہل
دیوبند کا کہنا تھا کہ ملزم (مولانا حشمت علی خاں) ہمیں کافر و مرتد، بے ایمان اور ردیو کا بندہ
کہتا ہے اور ہمارے اکابر کو خارج از اسلام قرار دیتا ہے، مدعیان جذبۂ انتقام سے مغلوب
الغضب ہو کر وقوعہ کی صحیح تاریخ لکھنا بھول گئے تھے کیونکہ شیر رضا کی بھدرسہ میں ۲۳ مئی
۴۶ء تا ۸ جون ۴۶ء تاریخ گھڑی، حضرت شیر بیشۂ سنّت نے جرم کی صحت سے انکار نہیں کیا
بلکہ یہ فرمایا میں دیوبندیوں وہابیوں کو اس طرح نہیں کہتا جس طرح انہوں نے استغاثہ میں
ظاہر کیا ہے بلکہ میں بحکم شریعتِ اسلامیہ ان کے عقائدِ باطلہ کفریہ یقینیہ کی بنا پر (جو کتاب

تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، فتویٰ گنگوہی کے لکھے ہوئے) کافر و مرتد کہتا
ہوں آپ نے اپنی دعویٰ کے ثبوت میں حسام الحرمین میں اکابر و مشاہیر علماء عرب و عجم اور
الصوارم الہندیہ سے برصغیر ہند و پاک کے جلیل القدر علماء و مفتیانِ شریعت و مشائخِ طریقت
کے فتاویٰ پیش فرمائے اور اہم کتب حوالہ جات سے عدالت کو آگاہ کیا، مخالفین نے چوٹی
کے وکلاء کے علاوہ اپنے علماء میں سے ابوالوفا کو بھی پیش کیا تھا، شیر بیشۂ سنت اپنی مقدمہ کی
پیروی خود فرما رہے تھے اور انہوں نے اپنی تحریری مدلّل بیان بھی عدالت میں پیش کیا،
عدالت نے فریقین کے دلائل اور حقائق کا پتہ چلانے کے بعد ۲۵ ستمبر ۱۹۴۸ء کو مقدمہ
خارج کر کے آپ کو باعزت طور پر بری کر دیا۔ اس سے دیوبندیوں کے گھروں میں صفِ
ماتم بچھ گئی، انہوں نے سوچا یہ تو غضب ہوا، عدالت سے ان کے کفر ارتداد کی ڈگری ہو گئی تو
انہوں نے اپنی متحدہ کوششوں سے مہابیر پرشاد اگروال مجسٹریٹ کے فیصلہ کے خلاف
دیوبندیوں نے سیشن جج فیض آباد کی عدالت میں اپیل دائر کر دی۔

الحمد للہ کہ سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت رضی اللہ عنہ کی فتویٰ مبارکہ حسام الحرمین کی
صداقت رنگ لائی اور سیدنا مجدّدِ اعظم فاضلِ بریلوی قدس سرّہ العزیز کی روشن و بیّن
کرامت یوں ظہور پذیر ہوئی کہ فیض آباد کے سیشن جج مسٹر یعقوب علی صاحب نے ۲۸
اپریل ۱۹۴۹ء کو بدیں الفاظ فیصلہ صادر کیا:

> لائق مجسٹریٹ مہابیر پرشاد اگروال کی تجویز سے مجھ کو پتہ چلا ہے کہ
> لائق مجسٹریٹ نے ثبوت زبانی و تحریری کو بغور دھیان دیا اور ملاحظہ کیا
> اور یہ فیصلہ صحیح کیا کہ ملزم (مولانا حشمت علی خاں) نیک نیتی کے
> ساتھ کتابوں (تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، فتویٰ
> گنگوہی، حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ وغیرہ) کی عبارتیں پڑھنے
> میں صحیح راستہ پر تھا، لائق مجسٹریٹ کا فیصلہ جس میں اس نے ملزم کو بری
> کر دیا فریقین کے پیش کردہ ثبوتوں کی بنا پر بالکل صحیح اور درست ہے،

مستغیثان میرے سامنے لائق مجسٹریٹ کے فیصلہ میں کوئی قانونی غلطی
یا کوئی اور غلطی نہ بتا سکے، درحقیقت اس اپیل میں کوئی جان نہیں میں
اس کو خارج کرتا ہوں۔ دستخط: یعقوب علی سیشن جج فیض آباد، ۲۸
اپریل ۱۹۴۹ء

یہ مقدمہ دو برس دو ماہ تیرہ دن جاری رہا اور اس کی مفصل و جامع روئیداد ''فرحت افزا فتح مبین'' نامی کتابچہ میں موجود ہے جس میں فریقین کے دلائل و بیانات اور مجسٹریٹ و سیشن جج کا مفصل فیصلہ اردو انگریزی میں مذکور ہے۔

رنگون میں رشوت کی پیشکش:

رنگون میں بدمذہبت پرپُرزے نکال رہی تھی، میدان خالی دیکھ کر ان بڑے بڑھے وہاں اپنی علمیت اور بزرگی کے ڈھول پیٹ رہے تھے مسلمانانِ اہلسنّت رنگون نے حضرت مولانا محمد حشمت علی خان صاحب علیہ الرحمہ کو دعوت دی، آپ نے رنگون جیسے دور دراز علاقہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سرزمین رنگون کو زینت بخشی اور وہاں پہنچ کر خرمن باطل پر قہر خداوندی کی بجلی بن کر گرے، بدمذہب لرز اٹھے سازشیں ناکام ہو گئیں حضرت شیر بیشۂ سنت نے ان کے ارتداد و بدعقیدگی کو بے نقاب فرمایا تو رنگون کے وہابی دیوبندی سیٹھوں نے آپ کو رشوت کی پیش کش کی اور ان کے سب سے بڑے سیٹھ حاجی ہاشم جھڑ وچہ نے تو یہاں تک کہا ''میں آپ کو دو سو روپیہ ہر ماہ تا زیست ادا کرتا رہوں گا اور آپ کے پیرومرشد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے دونوں صاحبزادوں کی خدمت میں سو سو روپیہ ہر ماہ تا زیست روانہ کرتا رہوں گا، آپ یہاں رنگون سے تشریف لے جاویں یہاں تقاریر کا سلسلہ بند فرماویں یا کم از کم ہمارے اکابر دیوبند کی کتابوں کے حوالے نہ دیں''۔

اتنا سننا تھا کہ شیر بیشۂ سنت نے جلال میں آ کر فرمایا: خبیثو! نکل جاؤ یہاں سے میرے ایمان کا سودا کرنے آئے ہو دفعہ ہو جاؤ یہاں سے، تم کون ہوتے ہو مجھے حق بات

سے روکنے والے۔

الغرض آپ نے رنگون میں چند روز قیام فرمایا اور بدمذہبت کا صفایہ کر دیا، دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو گیا، رنگون اہل دیوبند نے اپنے چھوٹوں بڑوں کو آپ کے مقابل لانے اور مناظرہ کرانے کی لاکھ کوشش کی مگر کوئی دَم نہ مار سکا اور شیر رضا فتح و کامرانی کے ساتھ واپس ہوا۔

جرأت وحوصلہ:

شیر رضا کی جرأت اور حوصلہ مثالی تھا، وہ ''بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق'' کے مظہر تھے خوف ڈر لچک و جھجک نام کی کوئی چیز ان میں موجود نہ تھی، مولانا علامہ قاضی احسان الحق صاحب مدظلہ العالی کا بیان ہے کہ غالباً رنگون ہی کے وہابیوں نے تنگ آ کر مناظرہ کا چیلنج دے دیا، حضرت شیر بیشۂ سنت نے بلا خوف و خطر قبول فرما لیا، چند مخلصین نے بار بار حضرت کی خدمت میں عرض کیا حضرت مصلحتِ وقت کا تقاضا یہ ہے کہ اس وقت تشریف نہ لے جائیں اور کچھ دن خاموشی اختیار فرمائیں انہوں نے کسی شرارت کی نیت سے یہ چیلنج دیا ہے، آپ نے فرمایا: میں یہ سننے کے لئے تیار نہیں بارگاہِ رضوی کا یہ سگ بھاگ گیا ہے میں جاؤں گا اور ضرور جاؤں گا، قاضی صاحب آپ کو میرے ساتھ چلنا ہوگا، قاضی صاحب کا فرمانا ہے کہ میں نے ہنس کر عرض کیا حضرت بڑی مرمت ہوگی، آپ رہنے دیں ورنہ مجھے معاف فرمائیں، حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت نے ہنس کر فرمایا: مولانا انشاء اللہ یہاں تک نوبت نہ آئے گی، آپ کو میرے ساتھ چلنا ہوگا، چنانچہ قہر درویش بر جان درویش جانا پڑا لیکن میں نے وعدہ لیا کہ آپ ردّ تو ضرور فرمائیں گے لیکن تقریر کا انداز بدلنا ہوگا، حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت نے فرمایا وعدہ نہیں کرتا کوشش کروں گا، الغرض وہاں پہنچ کر حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت مسند سلطانی پر رونق افروز ہوئے، تقریر شروع فرمائی، ان کے سوالات کے نہایت علمی و تحقیقی جوابات ارشاد فرماتے رہے، جہاں توہینِ رسول ﷺ کا ذکر طوفانی

موجیں سمندر کا سینہ چیر نے لگیں چنانچہ گستاخانِ رسالت کوانہی القابات جن کے وہ مستحق ہیں نوازنا شروع فرمایا، مولانا قاضی احسان الحق صاحب مدظلہ کا کہنا ہے میں نے پاؤں کو ہاتھ لگا کر وعدہ یاد دلایا، پاؤں کا دبانا تھا کہ غضب ہو گیا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے چابی بھر دی ہے مجمع پر سکوت اور سناٹا طاری تھا، میں نے سوچا یہ خاموشی کہیں طوفان کا پیش خیمہ نہ ہو، لہٰذا میں نے کھڑے ہو کر عرض کی اچھا حضرت میں تو چلا حضرت اپنا کام کر چکے تھے فرمایا: ٹھہرو! میں تقریر ختم کرتا ہوں، چند منٹ کے بعد تقریر ختم فرمائی اور فرمایا: جس میں ایمان اور عشقِ رسالت کی بُو ہے وہ صلوٰۃ و سلام کے لئے کھڑا ہو جائے، دنیا نے دیکھا بدعت و حرام کے فتوے دینے والے بھی سلام میں قیام کے ساتھ مظہر اعلیٰ حضرت کے ہمنوا ہو کر **یا نبی سلام علیک یارسول سلام علیک** پڑھ رہے تھے اور مناظرہ کے خواب ٹھنڈے ہو چکے تھے۔

جرأت و استقامت کا دوسرا واقعہ سعودی عرب کا ہے ۵۶ھ میں لائلپور شریف سے نائب اعلیٰ حضرت محدِّث اعظم پاکستان قبلہ شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد صاحب قدس سرّہ حرمین شریفین حاضر ہوئے تھے اپنی نماز با جماعت علیحدہ پڑھتے رہے پاکستانی و ہندی وہابیوں نے شرارت کی اور فتنہ برپا کرنا چاہا لیکن محدِّث اعظم پاکستان ہر سازش کو ناکام بناتے ہوئے اپنے عقیدہ و مسلک پر قائم رہے نجدی قاضی القضاۃ سے بھی مباحثہ ہوا جس میں وہ اور ان کے نجدی علماء لاجواب رہے یہ واقعہ پاک و ہند میں بہت مشہور رہا۔ اتفاق کی بات ہے کہ اگلے سال ۱۳۷۷ھ میں حضرت مولانا محمد حشمت علی خان صاحب بھی حج و زیارت کے لیے مدینہ منورہ و مکہ معظّمہ حاضر ہوئے اور اسی انداز سے اپنی نماز با جماعت علیحدہ پڑھنے لگے دربار نبوی اور حرم کعبہ میں سنّیت کی تبلیغ فرماتے رہے الیاسیوں تبلیغیوں نے نجدیوں سے شکایت کی اور پولیس کو اطلاع دی پولیس نے آپکو قاضی (جج) کی عدالت میں پیش کیا قاضی نے دریافت کیا کہ تم **المستغاث یارسولَ اللّٰہ المدد یا حبیبَ اللّٰہ** کہتے ہو آپ نے فرمایا کہتا ہوں اور جائز سمجھتا ہوں یہی میرا عقیدہ و مذہب، جج نے اپنی

دلیل پیش کی آپ نے اس کی دلیل کا توڑ کیا اور خود دلیلیں پیش فرمائیں ساڑھے تین گھنٹے بحث رہی قرآن و حدیث کے علاوہ خود ابن تیمیہ و ابن قیم، و ابن عبد الوہاب نجدی کی کتابوں سے رد فرماتے رہے جس میں وہ قاضی لاجواب و مبہوت ہوا۔ حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت نے فرمایا "تلوار تمہارے ہاتھ میں ہے قتل کرا سکتے ہو لیکن دلائل کے دفاتر اور تمہارے اکابر کے فتاوٰی میری تائید کرتے ہیں قاضی نے فوراً قاضی القضاۃ کو فون کیا کہ ایک ہندی مولوی سے پالا پڑا ہے وہ ہمارے اکابر کے فتووں سے ہمارا مذہب باطل ثابت کر رہا ہے اس نے جواب دیا تم نے غلطی کی ہے تم اس کو مدینہ پاک بھیج دو قاضی نے معذرت کے ساتھ چائے پیش کی اور آپ کو مدینہ پاک بھیج دیا گیا۔"

شیر بیشۂ سنت حمد الٰہی بجالائے کہ نعرہ حق بلند کرنے کے صلہ میں یہ انعام ہے کہ مدینہ طیبہ بلایا گیا ہوں اور سرکار اعظم ﷺ میں حاضر ہو رہا ہوں۔

اعلیٰ حضرت کا روحانی تصرُّف:

شیر بیشۂ اہلِ سنت علیہ رحمہ پر اُن کے مُرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا بڑا ہی فیضان کرم تھا ہر میدان اور ہر عدالت میں اعلٰحضرت کا روحانی کا روحانی تصرّف مولانا حشمت علی خان علیہ رحمہ کی اعانت و دستگیری فرماتا رہا اور شیر بیشۂ اہلسنّت اپنے آقا سرکار اعلٰحضرت کی زبان میں بارگاہ رسالت میں عرض کرتے رہے۔

المدد یا حبیب خدا المدد، بحر غم میں میرا ناخدا کون ہے

حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت مولانا حشمت علی خان صاحب اکثر ایک مناظرہ کا ذکر فرمایا کرتے اور اعلٰحضرت کی روشن کرامت تصرّف و اعانت کا ذکر فرماتے تھے مولانا مشاہد رضا خان صاحب پیلی بھیتی نے بھی یہ واقعہ بیان فرمایا کہ شیر بیشۂ اہلسنّت ایک مناظرے کے دوران جوابی تقریر فرما رہے تھے اور مخالفین کی اپنی کُتب سے حوالے پیش کر رہے تھے کہ تقریر کے دوران ہی ایک مُلّا مخل ہوا اور ایک کتاب ہاتھ میں لیکر پڑھتے ہوئے

کہنے لگا۔ آپ غلط پڑھ رہے ہیں ہماری کتاب میں ایسے لکھا ہے اور خود غلط عبارت پڑھنے لگا یکا یک شیر بیشۂ اہلسنّت نے دیکھا کہ سامنے حضور سیدنا اعلحضرت جلوہ فرما ہیں اور کہ رہے ہیں حشمت علی یہ خبیث تم کو دھوکا دے رہا ہے اور غلط پڑھ کر سنا رہا ہے، مولانا فوراً اپنی جگہ سے اٹھے اور کتاب چھین کر دیکھا تو اسی طرح تھا جس طرح مولانا حشمت علی صاحب پڑھ رہے تھے، خدا کے فضل و کرم سے اس مناظرہ میں وہابیہ، کذابیہ کی بہت ذلّت و رسوائی ہوئی۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ دوران مناظرہ ایک مخالف ملّاں سیدنا اعلحضرت کی عبارت کا حوالہ دیتے ہوئے غلط عبارت پڑھنے لگا سیدنا اعلحضرت رضی اللہ عنہ رونق افروز ہوئے فرمایا یہ عبارت غلط پڑھ رہا ہے الملفوظ میں ایسے ہے اب جو مولانا حشمت علی خان صاحب آگے بڑھے اور کتاب چھین کر دیکھا تو اس کی کتاب میں ایک چٹ لکھ کر رکھی ہوئی تھی اور ملّاں کتاب کی بجائے چٹ سے پڑھ رہا تھا اور اعلحضرت سے غلط عبارت منسوب کر کے تہمت باندھ رہا ہے

مکرمی حکیم مرتضٰی خانصاحب بریلی جو سیدنا حضرت قبلہ مفتی اعظم مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ رضویہ کے خصوصی معالج ہیں نے سیدنا اعلحضرت قدس سرہ کے مزار پر یہ واقعہ شہید اللہ خان صاحب بریلوی کے ایک قریبی دوست جناب محمد عاشق صاحب بریلوی کو سنایا ایک مرتبہ غالبًا اب سے ۳۳، ۳۴ سال قبل مزار اعلحضرت پر حاضر ہوا خانقاہِ عالیہ میں داخل ہوا تو ایک عجیب نظر نواز منظر سامنے آیا حضور امام اہلسنّت سیدنا اعلحضرت رضی اللہ عنہ جلوہ آراء ہیں مولانا حشمت علی خان صاحب سامنے بڑے مؤدّب بیٹھے ہوئے ہیں اعلحضرت ان کو چند سوالات کے جوابات ارشاد فرما رہے ہیں مولانا حشمت علی خان صاحب عرض کرتے ہیں سیدنا اعلحضرت جواب ارشاد فرماتے جاتے ہیں جناب حکیم مرتضٰی صاحب کا بیان ہے کہ میں دل میں خیال کیا ایک مدت کے بعد پیر و مرشد کی زیارت نصیب ہوئی ہے دوڑ کر قدموں سے لپٹ جاؤں مگر معاً خیال آیا معلوم نہیں کس ضرورت دینی کے تحت اس خاص مجلس کا انعقاد ہوا ہے میری مداخلت سے یہ نشست برخاست نہ ہو جائے اس

لئے صرف زیارت پر اکتفا کیا کافی دیر دور کھڑے یہ منظر دیکھتے رہے جب نشست برخاست ہوئی اور مولانا حشمت علی خان صاحب باہر تشریف لائے تو حکیم صاحب نے مولانا حشمت علی خان صاحب کا راستہ روک فرمایا مولانا صاحب مجھے بھی ایسی ترکیب بتاؤ یہ شرف مجھے بھی حاصل ہو جائے مولانا اس مداخلت بے جا سے گھبرا اُٹھے اور حکیم صاحب سے وعدہ لیا وہ اس راز کو راز رکھیں گے اور پھر ایک وظیفہ بتایا اور فرمایا صدق دل خلوص نیت سے پڑھتے رہو کامیابی ہوگی ان واقعات سے بارگاہ رضوی میں مولانا حشمت علی خان صاحب کی قدر و منزلت کا پتا چلتا ہے اور اعلحضرت کے روحانی تصرّف کا حال معلوم ہوتا ہے

اسی قسم کا ایک اور واقعہ بھائی سعید خان صاحب عرف چٹن خان صاحب نے بیان کیا مولانا حشمت علی خان صاحب نے ان سے ملفوظات اعلحضرت حاصل کئے غالبًا اس میں کوئی وظیفہ دیکھنا تھا پھر مولانا رات کو ملفوظ پڑھ کر وظیفہ کرتے کرتے سو گئے خواب میں سیدنا اعلی حضرت کی زیارت کا مشرف حاصل ہوا فرما رہے ہیں“

مولانا آپ ان جھنجھٹوں میں نہ پڑیئے، ہمارے سلسلہ کا سب سے بڑا وظیفہ خدا رسول جل جلالہٗ و صلے اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کا رد ہے“

ایک روشن کرامت:

محدّث اعظم پاکستان کے تلمیذ ارشد علامہ مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی مہتمم دار العلوم امجدیہ ادری کا بیان ہے ادری کے مناظرے کا صدر ایک منہ بند چھپا ہوا وہابی تھا اس نے وقت دینے میں بد دیانتی سے کام لینا شروع کر دیا چند بار ایسا ہوا حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت نے گرفت فرمائی اور غضبناک ہو کر فرمایا ”خیانت کرتے ہو تمہاری آنکھیں سلامت نہیں رہیں گی“ یہ حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت کی زندہ و روشن کرامت ہے تھوڑے ہی عرصے بعد اسی کی آنکھیں خیانت کی نظر ہو گئیں اور وہ شخص اندھا ہو گیا۔

بدمذہبوں سے نفرت اور قلبی عداوت:

بدمذہبوں سے نفرت وقلبی عداوت کا یہ عالم تھا کہ جب سخت علیل ہوئے تو علاج کے لئے پیلی بھیت سے بریلی شریف حاضر ہوئے کسی نے ایک طبیب سے علاج کا مشورہ دیا کہ اس کی تشخیص شہرت یافتہ ہے فرمایا وہ بدمذہب تو نہیں ہے کسی نے کہا سخت وہابی ہے فوراً لاحول پڑھتے ہوئے صاف انکار فرمایا اپنی جان اور صحت تک کی پروا نہیں کی اور سرکارِ رسالت کے گستاخ سے علاج کرانا مناسب نہ سمجھا۔

محدِّث اعظم پاکستان سے خصوصی تعلق:

صرف اور صرف اس بناء پر تھا کہ وہ مذہب اہلسنّت و مسلک اعلیحضرت کے بہت بڑے ستون تھے دونوں ایک ہی ذوق کے حامل اور متصلب عالم دین اصول وفروعات میں اعلیحضرت علیہ الرحمہ کے مسلک حق پر تھے بدمذہبوں کو جس طرح ان دو حضرات نے نیست ونابود کیا اس دور میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ مولانا مولوی سید زاہد علی صاحب قادری رضوی پیلی بھیتی پیلی بھیت کے رہنے والے اور حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت کے محلّہ دار تھے وہ پیلی بھیت سے لائلپور جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں تعلیم حاصل کرنے آئے تھے، دن رات مولانا حشمت علی صاحب کی زبان پر محدِّث اعظم پاکستان کا خطبہ رہتا تھا، شیر بیشۂ اہلسنّت فرماتے تھے: منظور سنبھلی مدیر ''الفرقان'' سے میں نے بہت مناظرے کئے اور وہ ہر جگہ ذلیل ورسوا ہوا مگر میدان مناظرہ سے اس کا مستقل فرار یہ کرامت ہے محدِّث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب کی اسی لئے ہم انہیں ابوالمنظور کہتے ہیں، محدِّث اعظم پاکستان سے شکست کے بعد آج تک منظور میدان مناظرہ میں نظر نہ آیا اور مناظرہ سے توبہ کرلی۔

آخری تمنّا:

جب بیماری کی زیادتی ہوئی اور کمزوری حد سے بڑھی تو آپ نے حاضری مدینہ طیبہ

کا قصد فرمایا، مدینہ منورہ جو دار الامن، دار الایمان اور روحانی جسمانی دار الشفاء ہے جس طرح بھی ہو وہاں کی حاضری نصیب ہوجائے، ہوائی جہاز سے جانے کا پروگرام بنایا مگر عمر اور وقت نے وفا نہ کی اگرچہ ظاہری طور پر آپ کی یہ آخر تمنا پوری نہ ہوسکی لیکن اس حسرت میں جان دے کر اپنے آقا ومولیٰ ﷺ کی دائمی وابدی حاضری کی سعادت حاصل کرلی۔

انتقال پُرملال:

ایمانی غیرت، دینی ولولہ، مضبوطی عقیدہ واستقامت فی الدین میں آپ کا مقام بہت بلند ہے، وہ عظمتِ شان رسالت کے نڈر وبے خوف پاسبان تھے، ۷۱ سال کی عمر میں ۷ محرم ۱۳۸۰ھ میں بیش بہا دینی خدمات اور اعلاءِ کلمۃ الحق فرمانے کے بعد آپ نے اس دنیائے فانی سے دار جاودانی کو رحلت فرمائی اور پیلی بھیت شریف میں مدفون ہوئے، آپ کی قبر مبارک سے بزبان حال آج بھی یہ صدا آرہی ہے:

> ''سنّیو، سنّی رہنا، سنّی مرنا، سنّی اٹھنا، اپنے بدعقیدہ ومذہب میں کوئی کمزوری، کوئی لچک، کوئی تبدیلی نہ آنے دینا۔ خبردار! کسی بدمذہب و کسی بدعقیدہ وگستاخ وبے دین سے ہرگز ہرگز رشتہ ویارانہ نہ رکھنا۔

رَحْمةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ

(ماخوذ از روئیداد مناظرۂ اُدری)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

ایک اشتہار بعنوان ''مسائل سبعہ ہفت ہزاری کا اشتہار ضروری الاظہار'' بمبئی سے شائع ہوا۔ اس کا شائع کرنے والا عبدالمالک زمیندار اعظم گڑھی مقیم مکان یوسف میاں پہلا مالا مسجد کے بازو میں مسجد گلی کھیت باڑی پوسٹ نمبر 4 بمبئی ہے، وہ اشتہار علمائے دین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے کہ ان مسائل سبعہ (یعنی سات مسائل) کے جواب عطا فرمائیں، خدا سے اجر پائیں، وہ اشتہار یہ ہے:

''اسلام بھائیو! دینی دوستو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ سبحانہ وبرکاتہ

متعدد امام مقتضی ہوئے ہیں کہ میں نے علم غیب کا مسئلہ خواجہ صاحب سے دریافت کیا تھا تو آپ نے جواباً حضرت سید جید غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فیض انتساب کے حوالہ سے فرمایا:

وَ مَنْ یَّعتَقِدَ (۱) أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلِمُ الْغَیْبَ فَھُوَ کَافِرٌ لِأَنَّ عِلْمَ (۲) الغَیْبِ صِفَۃٌ من صِفَۃِ اللّٰہِ سُبْحَانَہ (۳)

خلاصہ مطلب کہ جناب ابوالقاسم سیدنا محمد رسول اللہ صلعم (۴) کے عالم الغیب جاننے والے مسلمان کو حضرت پیر صاحبؒ بھی کافر فرما گئے ہیں اور علۃ غائی یہ ہے کہ خاصۂ شے اسے ہی کہا کرتے ہیں کہ اسی مخصوص ہی میں پایا جائے نہ غیر میں۔ پس رسول اللہ ﷺ کا عالم الغیب ہونا شرعی اور عقلی بھی محال ہے یعنی مخصوص صفۃ خالق اور پھر مخلوق میں جلوہ گر۔ حافظ صاحبؒ شعر صلاح کجا و من خراب کجا ببین تفاوت کجا رہ از مجاست تا بہ کجا۔ ع ما للتُّرابِ و ربّ الارباب۔ چہ نسبتہ (۵) خاک را با عالم پاک فی الجملہ نہ تو اللہ صاحب ہی نے

۱۔ اشتہار میں اسی طرح ہے۔
۲۔ اشتہار میں رفع کے ساتھ ہے۔
۳۔ مرأۃ الحقیقۃ، ص ۱۸، س ۷، مطبوعہ مصری
۴۔ مشتہر کی عادت ہے کہ صلعم یا ؐ لکھتا ہے اور رضی اللہ عنہ کی جگہ ؓ رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ ؒ ۱۲
۵۔ اشتہار میں یونہی ہے ۱۲

اپنے قرآن مجید ہی میں بھی کہیں فرمایا کہ میں نے محمد رسول اللہ کو علم غیب دیا ہے (البتہ دینی علوم تو وقتاً فوقتاً (۶) بذریعہ وحی بالضرور مکمل تعلیم دیتے ہیں جملہ امور مغیبات کی بھی آپ کو اطلاع اسی قبیل سے ہے وبدیں وجہ مخصوص حنفی بزرگوںؒ نے ایسے عقیدے والے مسلمان کو تو خصوصاً کافر ہی کہا ہے (حنفی کتب فقہ ملاحظہ ہوں) وخود بدولت نے بھی تو بست (۷) وسہ سالہ عرصۂ طویلہ میں (جو نبوی عمر معدود ہے) نہ مردوں میں نہ عورتوں میں نہ عوام نہ خواص میں نہ روز و شب میں، ایک دفعہ بھی تو اقرار نہیں فرمایا ہے کہ اللہ صاحب نے مجھے علم غیب بھی عطا فرمایا ہے اور نہ ہی خلفائے راشدینؓ نے نہ اہل بیتؓ نے نہ اصحابؓ نہ تابعینؒ نے نہ تبع تابعین نے باوجود ایسے صحیح وصریح دلائل پھر بھی رسول اللہ ﷺ کو صفاتی، جزئی، مجازی، محدودی عالم الغیب جاننے والا تو البتہ کافر ہی ہے اور اللہ و رسول اللہ دونوں ہی پر بہتان عظیم ثابت کرنے والا نہیں تو آپ ہی بتائیں پھر وہ کون ہے (یا بے ایمانی تیرا ہی آسرا) اللہ صاحب تو قرآن شریف میں متعدد مواقع پر رسول اللہؐ کو یہی حکم فرماتے تھے کہ آپ کہہ دیجئے مجھے تو اللہ صاحب نے علم غیب نہیں دیا (میں عرض کرتا ہوں اور آج کل کے نام کے مسلمان تو بڑے زور وشور سے بآواز دُہل للکارتے پھرتے ہیں، بمبئی بولی بوم مارتے رہتے ہیں کہ رسول اللہ تو عالم الغیب ہیں تو آپ ہی انصاف فرمایئے گا۔

معاذ اللہ ایسی اللہ صاحب کو کیا کٹھن مشکل، سخت مصیبت آخر بھی ایسی کیا حاجت کہ خواہ مخواہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ سے جھوٹ بلوائیں مع ذٰلک، دونوں سے ایک تو کاذب و کافر ہوا، الٰہی توبہ الٰہی توبہ وَ لَھُمُ الْوَیْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ۔

المختصر سائل راقم کے مجموعۂ سوالات کے ادلۂ قاطعہ سے حضرات خواجہ صاحب نے ایسے ایسے دندان شکن جوابات دیئے ہیں کہ بھائیو میں باللہ العظیم حواس باختہ ہی ہوگیا ہوں، لہٰذا اس تمام رام کہانی کے بعد تو مسائل مستفتی کی جانب بھی اہلِ اسلام ذوی الکرام و

۶۔ اشتہار میں یونہی ہے ۱۲
۷۔ اشتہار میں یونہی ہے ۱۲

الاحترام ﷲ توجہ فیض موجہ مبذول فرمائیں۔ دہلوی، دیوبندی، سہارنپوری، میرٹھی، لکھنوی، بریلوی، بدایونی، بمبئی عموماً وخصوصاً خواجہ صاحب مجددیؒ بھی مکرر توجہ فرمائیں عند اللہ ماجورو عند الناس مشکور ہوں۔ (۱) علم غیب، (۲) ندائے غائبانہ غیر اللہ، مثل یا رسول اللہ یا ولی اللہ یا خواجہ وغیرہا (۳) نذر غیر اللہ، (۴) محفل میلاد، (۵) قیام، (۶) تقبیل ابہامین (انگوٹھے چومنا)، (۷) تعمیر قبر، پختہ قبر بنانا۔

قرآن شریف، احادیث مبارکہ، کُتب ائمہ اربعہ، چاروں بزرگوں کی تصانیف (بہاؤالدین، محی الدین، شہاب الدین، معین الدین، شعر مرشدین اولین وآخرین، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) سے بھی جو کوئی مولوی صاحب مستفسرہٗ اَسْوِلہ کے اَجوِبہ سندمذکورہ عطا فرمائیں گے تو حق الحمۃ فی مسئلۃ انشاء اللہ سبحانہ ہزار روپیہ پیش کروں گا، و بتوفیقہ کیا بڑی بات ہے، جو صاحب بھی نجدیۃ، غیر مقلدیۃ، وہابیۃ، نیچریۃ، القاب وخطاب سے اخبار سازی، اشتہار بازی سے اس مذہبی آزادی حکومت کے اندر بے علم مسلمانوں میں حیلہ بازی وفتنہ پردازی کریں گے تو اولاً یہ ان کی ہرزہ درآئی زٹل قافیہ بمبئی محاورہ ٹھنڈے بھگت کی بات سمجھائی جائے گی، ثانیاً دفع فتانی فتنہ کما قال رسول اللہ صلعم

يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَاْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا اَنْتُمْ وَ لَا اٰبَاؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَ اِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَ لَا يَفْتِنُوْنَكُمْ (۸)

الغرض آخر زمانہ میں جہلا مولویوں کی صورتوں میں اپنی کھچڑی و بزرگی کے سبب بے علم مسلمانو تمہیں ایسی جھوٹی بناوٹی حدیثیں سنائیں گے کہ جو نہ تو تم ہی نے نہ ہی تمہاری بزرگوں نے بھی کہیں نہیں سُنی ہیں، اسی لئے اگر تمہیں دینداری منظور ہے تو ایسے رنگین مولویوں و شوقین صوفیوں سے بھی مت ملو۔ ایسوں کا مرید بھی ہرگز نہ ہونا چاہئے، کما قال اللہ تعالیٰ:

۸۔ ابوہریرۃ مسلم

اَلَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ لا مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ

مولانا رومیؒ ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

ورنہ تمہیں گمراہ کر کے مشرک ہی بنا دیں گے۔ پس دینداروں سے ملتے رہو اور بدعتیوں سے بچتے ہی رہو، ملخصاً۔ بقاعدہ برطانوی دولۃ ججی کورٹ میں مشتہر صاحب سے مجبوراً عاجز سائل کو بھی مقدمہ بازی کر کے کیا (سونے کا گھر مٹی ہی کا ہو جائے) مگر ایسے ضالِ مُضِل۔ شہر آشوب۔ فتّان مُشتہِر کو (انشاء اللہ سُبحانہٗ) حتی المقدور بغیر تحت قید و سزا زنہار ورگز رنہیں کر سکتا اور جو مولوی صاحب سائل کے سوالات کا حسب مشروط شروط ثبوت بھی دیں تو خدا واسطے مجھے ایک ہفتہ قبل ہی ذریعہ پبلک اشتہار ہذا کی مانند آگاہی بخش دیں تا کہ سرکاری قانون کے مطابق حسب ارشاد مجیب صاحب کسی سرکاری بینک میں انعامی ہفت ہزاری روپیہ موعودہ امانۃً رکھ دیا جائے، تا کہ معینہ وقت پر بحضوری علمائے اہلِ اسلام بعوض مشروطی ثبوت پولیس کمشنر صاحب بہادر کی معرفت مولوی صاحب موصوف کی خدمت بابرکتہ میں ہدیہ منذورہ حاضر کر دوں۔

(الف) تحقیق مسائل ضروریہ کو بھی جو مسلمان فساد سمجھتے خراب کہتے برا جانتے ہیں یا تو وہ مسلمان ہی نہیں ورنہ منافق تو بالضرور ہے (ج) اور یہ بھی غیر ضروری ہے کہ ساتوں مسئلوں ہی کا جواب دیا جائے بلکہ اگر ممکن ہو تو ایک ہی مسئولہ مسئلہ کا جواب عنایت ہو، مگر جوابی ادلّہ مشروط مسئلہ طمانیۃً ضرور درج اشتہار ہوں، (د) اور یہ تو ہر مُجیب صاحب کے نصب العین رہے، غیر مشروطی جواب بالکل مردود و قابل ماخوذ مجیب مُشتہِر ہے، (س) اَلسَّعِيْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهِ الحدیث

وَ مَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ وَ السَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى

الجواب

و باللّٰہ اصابۃ الحق و الصّواب

جواب مسئلہ اولیٰ: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس سید عالم ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا، ملکوت السمٰوٰت والارض کا اُنہیں شاہد بنایا، دریاؤں کا کوئی قطرہ ریگستانوں کا کوئی ذرہ پہاڑوں کا کوئی ریزہ سبزہ زاروں کا کوئی پتا ایسا نہیں جو حضور عالِم مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْن ﷺ کے علم میں نہ آیا، قرآن وحدیث و ائمہ قدیم وحدیث کے ارشادات جلیلہ اس مسئلہ میں اس قدر ہیں کہ ان کا احصاء (یعنی شمار) یقیناً دُشوار جسے ان میں کثیر پر اطلاع منظور ہو حضور پرنور مُرشِد برحق امام اہلسنّت مُجدِّد دین وملّت سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف قدسیہ "انباؤ المصطفیٰ بحال سر و أخفی" (۱) و "خالص الإعتقاد" (۲)، و "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ"، و "الفیوض الملکیۃ لمحب الدولۃ المکیۃ" (۳) کی طرف رجوع لائے یا "العذاب البئس علی الخس حلائل إبلیس" و "ادخال السنان إلی حنک الحلقی بسط البنان" (٤) وغیرہ تصانیف مبارکہ قُدسی اصحاب واحباب حضور پرنور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطالعہ کرے کہ بعونہ تعالیٰ تحقیقات کے باغ پائے گا لہکتے اُلفتِ نبوی ﷺ کے گلشن، مہکتے عشق محمدی ﷺ کے غُنچے، چمکتے عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کے چاند، چمکتے فضائل محمد رسول اللہ ﷺ کے سورج، دمکتے بادۂ عشق نبی ﷺ کے ساغر، چھلکتے شراب مصطفیٰ ﷺ کے جام چھلکتے

۱۔ یہ رسالہ فتاوی رضویہ، ۲۹/ ۴۸۵ میں موجود ہے۔

۲۔ یہ رسالہ "فتاوی رضویہ" ۲۹/۴۳۳ میں موجود ہے۔

۳۔ الدّولۃ المکیۃ امام اہلسنّت امام احمد رضا کی تصنیف ہے جو آپ نے ۱۳۲۳ھ میں تحریر فرمایا اور اس پر ۱۳۲۶ھ میں "الفیوض المکیہ" کے نام سے تعلیقات رقم فرمائیں اور "الدولۃ المکیہ" مع التعلیقات عرصہ دراز سے طبع ہو رہا ہے۔ الحمدللہ

۴۔ یہ رسالہ حضور مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ کی تصنیف ہے۔

دیو کے بندے، زیر خنجر بلکتے وہابیت کے بوم مذبوح، پھڑکتے نجدیت کے زاغ جاں بلب سسکتے و الحمد للّٰہ رب العالمین، یہاں فیض حضور پُرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مستعین ومتوسّل ہو کر دو حرف مختصر لکھنا مناسب اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے:

﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًاO اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ الآیۃ (۵)

یعنی، اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب (٦) پر کسی کو مسلّط نہیں فرماتا (۷) سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔(۸)

اور فرماتا ہے عزّ وعلا:

﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ﴾ الآیۃ (۹)

ترجمہ: اور اللہ اس لئے نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب بتا دے لیکن اس لئے کہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چُن لیتا ہے۔(۱۰)

۵۔ الجن: ۷۲/۲۷، ۲۸

٦۔ یعنی اپنے غیب خاص پر جس کے ساتھ وہ منفرد ہے بحوالہ خازن وبیضاوی وغیرہما (تفسیر خزائن العرفان)

۷۔ یعنی اطلاع کامل نہیں دیتا جس سے حقائق کا کشفِ تام اعلیٰ درجہ یقین کے ساتھ حاصل ہو۔(تفسیر خزائن العرفان)

۸۔ تو انہیں غیب پر مسلّط کرتا ہے اور اطلاع کامل اور کشف تام عطا فرماتا ہے اور یہ علم غیب ان کے لئے معجزہ ہوتا ہے (تفسیر خزائن العرفان) اور علامہ اسماعیل حقی اس آیت کے لکھتے ہیں ابن الشیخ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر جو اس کے ساتھ مختص ہے رسول مرتضٰی کے سوا کسی کو مُطّلع نہیں فرماتا اور جو غیب اس کے ساتھ مختص نہیں اس پر غیر رسول کو بھی مُطّلع فرماتا ہے۔(تفسیر روح البیان، ۱۰/۲۳٦)

۹۔ آل عمران: ۳/۱۷۹

۱۰۔ اس آیت کے تحت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں: تو ان برگزیدوں رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے اور سید انبیاء حبیب خُدا ﷺ رسولوں میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں، اس آیت سے اور اس کے سوا بکثرت آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو غیوب کے علوم عطا فرمائے اور غیوب کے علم آپ کا معجزہ ہے۔(تفسیر خزائن العرفان)

اور فرماتا ہے تبارک وتعالیٰ:

﴿وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍO﴾ (۱۱)

ترجمہ: نہیں ہیں محمد (ﷺ) غیب کی بات بتانے پر بخیل۔

الحمدللہ حضور محبوب ربّ العالمین جلّ جلالہٗ وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علمِ غیب ثابت کرنے والے یہ نُصوص قطعیہ قرآنیہ ہیں، مُنکرین سے جب جواب نہیں بنتا تو مجبور ہو کر وہ ان آیات کریمہ کے مقابل وہی آیاتِ نفی احاطۂ و استقلال پیش کردیتے ہیں گویا چاہتے ہیں کہ قرآن عظیم کا قرآن ہی سے ردّ کریں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

﴿تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّاO﴾ (۱۲)

إن أرادوا من القرآن علی القرآن ردّاً و لا یمکن أن یروا القرآن الکریم علی آیاتہ الکریمۃ ردّاً۔ أقول و باللّٰہ التوفیق، (۱۳) توضیح مقام وازاحتِ اوہام یہ ہے کہ ان آیات کریمہ سے ایک قضیہ موجبہ جزئیہ ثابت ہوا کہ اللہ عزّ وجلّ کے بعض بندگانِ خدا محبوبانِ کبریا کو بھی علمِ غیب ہے بلکہ تھانوی جی کے اقرار سے تو ہر پاگل بلکہ ہر چوپائے کو بھی علمِ غیب حاصل ہے (۱٤) اور جو آیت نفی ہیں مثل:

﴿لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ الآیۃ (۱۵)

ترجمہ: زمین وآسمان میں اللہ کے سوا کوئی شخص غیب نہیں جانتا۔

﴿وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ﴾ (۱٦)

۱۱۔ التکویر: ۸۱/۲٤ ۔ ۱۲۔ مریم: ۱۹/۹۰ ترجمہ: قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑے اور زمین شق ہوجائے اور پہاڑ گر جائیں ڈھ کر۔

۱۳۔ یعنی، اگر وہ قرآن کریم کا قرآن کریم سے رد کرنا چاہتے ہیں تو ممکن نہیں ہے کہ وہ دیکھیں کہ قرآن کریم کو آیات کریمہ کا رد کرتے دیکھیں، میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔

۱٤۔ دیکھئے تھانوی کی تصنیف "حفظ الایمان" ص ۱۳۔

۱۵۔ النمل: ۲۷/٦٤ ۔ ۱٦۔ الأنعام: ٦/۵۹

ترجمہ: اسی کے پاس غیب کی کُنجیاں ہیں انہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

ان سے ایک قضیہ سالبہ کلیہ نکلتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی شخص غیب نہیں جانتا، اب مُنکرین کے لئے تین ہی احتمال ہیں یا اِن آیات کی نفی پر ایمان لائیں اور اُن آیات اثبات سے کفر کریں تو قطعاً کافر کہ قرآن عظیم کی کسی آیت بلکہ کسی حرف کا بھی مُنکر قطعاً کافر، وہ فرماتا ہے عزّ جلالہٗ:

﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰۤى اَشَدِّ الْعَذَابِ﴾ (۱۷)

ترجمہ: تو کیا تم کتاب الٰہی کے بعض حصہ پر ایمان لاتے اور بعض سے کفر کرتے ہو تو جو تم میں سے ایسا کرے اس کی سزا کیا ہے سوا اس کے کہ دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت کے روز سخت عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ یا معاذ اللہ! ان دونوں قسم کی آیات کریمہ میں تناقض مانیں گے کہ موجبہ جزئیہ سالبہ کلیہ کا نقیض ہے اگر ایسا کہیں گے تو معاذ اللہ قرآن عظیم کے کتاب الٰہی ماننے سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے کہ کتاب الٰہی تناقض محال اور جس کتاب میں تناقض ہو وہ ہرگز کتاب الٰہی نہیں، خود قرآن پاک فرماتا ہے:

﴿لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ (۱۸)

ترجمہ: اور اگر یہ کتاب غیرِ خدا کی ہوتی تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔

یا آیاتِ نفی و نصوصِ اثبات دونوں پر ایمان لائیں گے اور دونوں میں تطبیق دیں گے اب بحمد اللہ تعالیٰ ہمارا مقصود حاصل ہے کہ آیاتِ نفی میں اور علم مُراد ہے اور نصوصِ اثبات

۱۷۔ البقرۃ: ۲/۸۵ ۔ ۱۸۔ النساء: ٤/۸۲

میں دوسرا علم یعنی آیاتِ نفی کا یہ مفاد کہ اللہ کے سوا کسی کو ذاتی علم غیب نہیں اور الحمد للہ کہ اس پر ہمارا ایمان ہے، بے شک جو شخص کسی غیر خدا کو بالذات علم غیب مانے وہ یقیناً کافر ہے ہرگز مسلمان نہیں اور نصوصِ اثبات سے یہ مراد بلکہ ان میں بالتصریح ارشاد ہے کہ محبوبانِ خدا رُسُلِ کبریا علی سیدہم وعلیہم الصلاۃ والثنا کو خُدا کے دیے سے اس کی عطا سے علم غیب ہے(۱۹) الحمد للہ کہ اس پر بھی ہمارا ایمان ہے بے شک جو شخص حضور مُحِبّ ومحبوب، طالب ومطلوب دانائے غیوب ﷺ کے بالعطا مُطّلع علَی الغُیوب ہونے کا مُنکِر ہو وہ اِن نصوصِ اثبات کا مُنکِر اور قطعاً کافر ہے ہرگز مومن نہیں۔ مسلمان کی شان تو قرآن عظیم نے ساری کتاب ایمان لانا فرمائی، صاف فرما دیا:

﴿تُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ﴾ (۲۰)

والحمد لله رب العالمين یہ تو مطلق علم غیب کا مسئلہ تھا جو بحمد اللہ تعالیٰ قرآن عظیم نے روشن فرما دیا اب تفصیل علم اقدس حضور پرنور سید عالم ﷺ کا علم اجمالی حاصل کرنے کے لئے بھی اسی قرآن پاک کی طرف رجوع کیجئے، دیکھئے وہ کیا فرماتا ہے، فرماتا ہے:

﴿وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (۲۱)

اور فرماتا ہے:(۲۲)

﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ﴾ الآية (۲۳)

۱۹۔ امام واحدی نے آیت وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ کے تحت یہی لکھا کہ "جسے وہ چاہے وہی غیب پر مطلع ہو سکتا ہے بغیر اس کے بتائے کوئی غیب نہیں جان سکتا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

۲۰۔ آل عمران:۳/۱۱۹، ترجمہ: تم سب کتابوں پر ایمان لاتے ہو۔ (کنز الایمان)

۲۱۔ النحل:۱٦/۸۹، ترجمہ: اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (کنز الایمان)

۲۲۔ ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں کچھ نہ اٹھا رکھا (کنز الایمان) یعنی جملہ علوم اور تمام مَا كَانَ وَ مَا يَكُوْنُ کا اس میں بیان ہے اور جمیع اشیاء کا علم اس میں ہے اس کتاب سے قرآن کریم مراد ہے یا لوح محفوظ بحوالہ جمل وغیرہ۔ (تفسیر خزائن العرفان)

۲۳۔ الأنعام:٦/۳۸، ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔ (کنز الایمان)

اور فرماتا ہے:

﴿مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَ لٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ﴾ الآية (۲٤)

اے حبیب ہم نے تم پر یہ کتاب اُتاری کہ ہر شئے کا روشن بیان ہے، ہم نے اس کتاب میں کوئی شئے اٹھا نہ رکھی، یہ کتاب کوئی گڑھی ہوئی بات نہیں لیکن اگلی کُتب الٰہیہ کی تصدیق اور ہر شئے کی تفصیل ہے اور شئے مذہب اہلِ سنّت میں ہر موجود کو کہتے ہیں اور موجودات میں مکتوباتِ قلم ومکتوباتِ لوحِ محفوظ بھی داخل تو قرآن عظیم کا تبیان عُلومِ لوح و قلم کو بھی شامل۔ اب لوحِ محفوظ میں لکھا ہے یہ بھی قرآن عظیم ہی سے پوچھئے، فرماتا ہے:

﴿وَ كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ﴾ (۲۵)

ترجمہ: ہر چھوٹی اور بڑی چیز لوحِ محفوظ میں لکھی ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ○﴾ (۲٦)

ترجمہ: کوئی تر و خشک ایسا نہیں جو روشن کتاب لوحِ محفوظ میں نہ ہو۔(۲۷)

اور فرماتا ہے:

﴿وَ لَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ○﴾ (۲۸)

ترجمہ: ذرہ سے کوئی چیز چھوٹی اور بڑی ایسی نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔

۲۴۔ یوسف:۱۲/۱۱۱، ترجمہ: یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں لیکن اپنوں سے اگلے کاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان۔ (کنز الایمان)

۲۵۔ القمر:٥٤/٥۳

۲٦۔ الأنعام:٦/٥۹

۲۷۔ صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اس کے تحت لکھتے ہے: کتاب مبین سے لوح محفوظ مراد ہے اللہ تعالیٰ نے مَا كَانَ وَ مَا يَكُوْنُ کے علوم اس میں مکتوب فرمائے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

۲۸۔ یونس:۱۰/٦۱

اور فرماتا ہے:

﴿وَ کُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰہُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ۠﴾ (۲۹)

ترجمہ: ہم نے ہر شئے کو لوح میں محفوظ کر رکھا ہے۔

اب اگر کوئی وہابی کہے کہ اگرچہ قرآن عظیم میں ہر شئے کا روشن بیان ہے مگر یہ کیا ضرور ہے کہ حضور بھی تمام مطالبِ قرآن سے واقف ہوں، والعیاذ باللہ تعالیٰ، تو قرآن عظیم نے اس کے منہ میں بھی پیشگی پتھر دے دیا، فرماتا ہے:

﴿اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَہٗ﴾ (۳۰)

ترجمہ: بے شک ہم پر ہے اس قرآن کا بیان فرمانا۔

اور اس سے قبل فرمایا:

﴿اِنَّ عَلَیۡنَا جَمۡعَہٗ وَ قُرۡاٰنَہٗ﴾ (۳۱)

ترجمہ: بے شک ہمارے ذمہ ہے (اے محبوب تمہارے سینے میں)
اس کا جمع فرمانا اور اس کا پڑھانا۔

جب خود اللہ تعالیٰ ہی نے اپنے محبوب ﷺ کے قلب میں قرآن عظیم جمع فرمایا، خود ہی پڑھایا، خود ہی اپنے حبیب ﷺ سے اس کے مطالب کو بیان فرمایا تو اب کون بے ادب گستاخ کہہ سکتا ہے کہ قرآن پاک کے بعض معانی حضور مُہبطِ قرآن ﷺ پر مخفی رہے ہوں تو بحمد اللہ تعالیٰ کیسے روشن ارشاداتِ قرآنیہ سے ثابت ہوا کہ روزِ اول سے روزِ آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا تمام مَا کَانَ وَ مَایَکُوْن لوحِ محفوظ میں لکھا ہے اور جو کچھ لوح محفوظ میں لکھا ہے سب کا روشن تفصیلی بیان قرآن پاک میں ہے اور جو کچھ قرآن پاک میں ہے سب کا کامل علم اللہ عزّ وجلّ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو عطا فرمایا تو بعونہٖ تعالیٰ آفتاب نصف النہار سے زائد روشن طور پر ثابت ہوا کہ روزِ اول سے روزِ آخر تک جو کچھ ہوا اور جو ہوگا

۲۹۔ یٰس:۳۶/۱۲ ۔ ۳۰۔ القیامۃ:۷۵/۱۹
۳۱۔ القیامۃ:۷۵/۱۷

سارا مَا کَانَ وَ مَایَکُوْن اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے ﷺ کو بتایا و **الحمد للہ ربّ العالمین**، ناظرِ مُنصف کے لئے یہی دو حرف کافی اور مُکابرِ مُتعسِّف کے لئے دفتر ناوافی واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) انبیاء و اولیاء و غیرہم محبوبانِ کبریا ﷺ علیٰ سیدہم وعلیہم و بارک وسلّم کو وسیلہ واسطہ جان کر ندا کرنا بھی جائز و مستحسن و مستحب ہے، جو تفصیل چاہے رسالۂ مبارکہ "**أنوار الإنتباہ فی حلّ نداء یا رسول اللہ**" (۳۲) تصنیف حضور پُرنور مُرشدِ برحق سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملاحظہ کرے، بالاجمال یہاں چند کلمے گزارش، اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے:

﴿وَ ابۡتَغُوۡۤا اِلَیۡہِ الۡوَسِیۡلَۃَ﴾ (۳۳)

ترجمہ: اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

اور فرماتا ہے:

﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ یَبۡتَغُوۡنَ اِلٰی رَبِّہِمُ الۡوَسِیۡلَۃَ اَیُّہُمۡ اَقۡرَبُ﴾ (۳۴)

سیدنا عُزیر و سیدنا عیسیٰ علیہما الصلاۃ والسلام کی مدح فرمائی جاتی ہے کہ وہ اللہ کی طرف وسیلہ لے جاتے ہیں، اُسے جو اللہ سے زیادہ قُرب رکھنے والا ہے۔ احادیث اس مسئلہ میں بکثرت و بے شمار ہیں۔ ڈھائی سو احادیث صحیحہ سے حضور پُرنور امام اہلسنّت مُرشدِ برحق سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استدلال فرمایا، **من شاء فلیراجع رسالتہ المبارکۃ "الأمن و العلی لناعتی المصطفی بدافع البلاء"** (۳۵) یہاں کتاب مبارک "الامن والعلی" سے صرف چار حدیثیں نقل کی جاتی ہیں۔ **اول** حضور اقدس ﷺ نے نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز کہے:

۳۲۔ یہ رسالہ "فتاویٰ رضویہ" ۲۹/۵۳۹ میں ہے۔
۳۳۔ المائدۃ:۵/۳۵ ۔ ۳۴۔ بنی إسرائیل:۱۷/۵۷
۳۵۔ یہ رسالہ "فتاویٰ رضویہ" ۳۰/۳۵۹ میں ہے۔

اَللّٰهُم إِنِّیْ أَسْأَلُکَ وَ أَتَوَجَّهُ إِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ إِنِّیْ أَتَوَجَّهُ بِکَ إِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ، اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ رواه النسائی و الترمذی و ابن ماجة و ابن خزیمة و الطبرانی و الحاکم و البیهقی عن سیّدنا عثمان بن حنیف رضی الله تعالیٰ عنه (٣٦)

الٰہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے جو مہربانی کے نبی ہیں یا رسول اللہ میں حضور ﷺ کے وسیلہ سے اپنے ربّ کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں(٣٧)

٣٦۔ سنن الترمذی، کتاب الدّعوات، باب (١١٩) بعد باب فی دعاء الضّیف، برقم:٣٥٧٨، ٤٠٧/٤۔ أیضاً سُنَن ابن ماجة، کتاب إقامة الصّلاة و السنّة فیها، باب ما جاء فی صلاة الحاجة، برقم:١١٨٥، ١٧٢/١۔ أیضاً صحیح ابن خزیمة، کتاب الصّلاة، جماع أبواب التّطوّع غیر ما تقدم، باب صلاة الترغیب و الترهیب، برقم:١٢١٩، ٦٠٣/١۔ أیضاً السُّنَن الکبری، للنّسائی، کتاب عمل الیوم و اللیلة، ذکر حدیث عثمان بن حنیف، برقم:١٠٤٩٤، ١٠٤٩٥، ١٠٤٩٦، ١٦٨/٦، ١٦٩۔ أیضاً عمل الیوم و اللیلة، للنسائی، ذکر حدیث عثمان بن حُنَیف، برقم:٦٦٤، ص٢٠٤، ٢٠٥۔ أیضاً المسند للإمام أحمد، ١٣٨/٤۔ أیضاً مشکاة المصابیح، کتاب الدّعوات، باب جامع الدّعاء الفصل الثالث، برقم:٢٤٩٥، ١۔٢/٤٦٤، ٤٦٥۔ أیضاً لواقح الأنوار القدسیة للشعرانی، برقم:٥٢، ٨٢

٣٧۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعائیں کرتے تھے جیسا کہ نبی ﷺ نے خود اپنے غلاموں کو اس کی تعلیم فرمائی اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت مبارکہ تھی جب قحط سالی ہوتی تو آپ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ وسیلہ لے کر بارش طلب کرتے اور کہتے تھے: اَللّٰهُمَّ إِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا فَتَسْقِیْنَا وَ إِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَیْكَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا فَیُسْقَوْا رواه البخاری (مشکاة المصابیح، کتاب الجنائز، باب فی سجود الشکر، الفصل الثالث، ص١٣٢) یعنی، اے اللہ! بے شک ہم اپنے نبی کا وسیلہ لے کر دعا کرتے تھے، تو تُو ہمیں بارش عطا فرماتا تھا اور

تا کہ میری حاجت روا ہو، الٰہی انہیں میرا شفیع کر اِن کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

مُشتہر صاحب دیکھیں سیّد عالم ﷺ نے نابینا کو دُعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں عرض کرو ہمارا نام پاک لے کر ندا کرو، ہم سے استمداد و التجاو استعانت کرو(٣٨) **وَلِلّٰهِ الْحُجَّة**

ہم تیرے نبی کے چچا کا وسیلہ لے کر دعا کرتے ہیں پس تو بارش برسا تو بارش برسائے جاتے۔ اور قاضی یوسف بن اسماعیل نبہانی لکھتے ہیں کہ امام طبرانی (المعجم الصغیر، ١٨٣/١، ١٨٤) اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ابو امامہ بن سہل بن حنیف اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی کام تھا وہ بار بار جاتا مگر آپ نہ اس کی طرف توجہ فرماتے اور نہ ان کی حاجت پوری کرتے تو وہ حضرت عثمان بن حنیف سے ملے اور اپنی پریشانی ذکر کی تو حضرت ابن حنیف نے فرمایا تم ایسا کرو کہ وضو کر کے مسجد جا کر دو رکعت نماز پڑھو پھر حضور ﷺ کا وسیلہ لے کر اس طرح دعا کرو اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ وَ أَتَوَجَّهُ إِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ إِنِّیْ أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ، اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ اور میں بھی تیرے ساتھ چلوں گا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچ گیا جیسے ہی پہنچا دربان نے اس کا ہاتھ پکڑا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا اور آپ نے اس شخص کو اپنے ساتھ بٹھایا اور کام پوچھا، اس نے کام بتایا آپ نے وہ کام کر دیا اور فرمایا جب بھی تیرا کوئی کام ہو تو مجھے بتانا، وہ شخص باہر نکلا تو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملے، وہ شخص آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہنے لگا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تو میری بات سنتے ہی نہ تھے آپ نے ان سے میری سفارش کر دی تو حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا بخدا میں نے تیرے بارے میں ان سے کچھ بھی نہیں کہا اصل بات یہ ہے کہ ایک نابینا حضور ﷺ کی بارگاہ میں آیا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو صبر کرے تو اچھا ہے اس نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ساتھ کوئی نہیں ہوتا اور مجھے نظر آتا نہیں اس لئے مجھے پریشانی ہوتی ہے تو آپ ﷺ نے اُسے فرمایا تھا کہ وضو کر کے دو رکعت پڑھنے کے بعد یہ دعا مانگ (جو میں نے تجھے سکھائی) یعنی یہ اس دعا کی برکت ہے۔

شواهد الحق، الباب السادس، الفصل الثانی، ص ٢٢٤، ٢٢٥

٣٨۔ اور صحابہ کرام نے اپنی مشکل میں نبی ﷺ کو پکارا اور اُن کی فریاد رسی ہو گئی چنانچہ امام طبرانی نے روایت کیا کہ اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کی باری کی

الشّامِيَة أيضاً

دوم کہ فرماتے ہیں ﷺ:

إِذَا ضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا وَ أَرَادَعَوْنًا وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيْسٌ فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ، أَعِيْنُوْنِيْ (۳۹) **يَا عِبَادَ اللّٰهِ** (۴۰)، **أَعِيْنُوْنِيْ أَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ، فَإِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَا يَرَاهُمْ** رواه الطبراني عن عتبة بن غزوان رضي الله تعالىٰ عنه (۴۱)

رات اُن کے ہاں تشریف فرما تھے تو رات کو اُٹھے نماز تہجد کے لئے وضو فرمانے لگے، میں نے سنا کہ آپ نے وضو کرتے وقت تین بار لبیک (یعنی میں تیرے پاس پہنچا) فرمایا اور تین بار نُصِرْتَ (یعنی تو مدد کیا گیا) فرمایا۔ (تو امّ المؤمنین نے عرض کی) گویا کہ آپ کسی انسان سے کلام فرما رہے تھے تو کیا حضور کے پاس کوئی تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ راجز بنی کعب مجھ سے فریاد کر رہا تھا (المعجم الصغير للطبراني، باب الميم، من اسم محمد ۲/۷۳) یہ راجز یعنی عمر بن سالم تھا جسے کفارِ قریش قتل کرنا چاہتے تھے تو وہ مکہ مکرمہ سے نکلا جب کسی مشکل میں گھر جاتا تو حضور ﷺ کو پکارتا اور اس کی مدد ہو جاتی ایک بار وہ دشمنوں کے گھیرے میں آ گئے تو حضور ﷺ کو پکارا کہ یا رسول اللہ! مجھے بچایئے ورنہ دشمن مجھے قتل کر دیں گے تو اس وقت حضور ﷺ اپنی زوجہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تھے، اور جب وہ حضور ﷺ کی مدد سے مدینہ طیبہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تو حضور ﷺ کی بارگاہ میں چند اشعار ہدیہ کیے جن میں سے ایک شعر یہ ہے

فَانْصُرْ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَتَدًا
وَ ادْعُ عِبَادَ اللّٰهِ يَأْتُوْا مَدَدًا

یعنی، پس رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگ کیونکہ آپ کی مدد ہر وقت تیار ہے اور اللہ کے بندوں کو پکار وہ تیری مدد کو پہنچیں گے۔ یہ پورا واقعہ بمع اشعار "الاصابہ" لابن حجر (۲/۵۲۹) اور "الاستیعاب" للقرطبي (۲/۵۳۳) میں مذکور ہے۔ (فلاح کا راستہ شریعت کے آئینے میں، ص ۲۶، ۲۷)

۳۹۔ "المعجم الکبیر" المطبوع میں "اعینونی" کی جگہ "اغیثونی" ہے جبکہ علامہ ہیثمی نے المعجم الکبیر کے حوالے سے "اعینونی" نقل کیا ہے۔

۴۰۔ "المعجم الکبیر" اور "مجمع الزوائد" میں یہ کلمات صرف دو بار ذکر کئے گئے ہیں۔

۴۱۔ المعجم الكبير للطبراني برقم: ۱۷/۱۷۰۲۹۰، ۱۱۸۰۱۱۷۔ أيضاً التوسّل للسّندی ص ۵۷۔ أيضا مجمع الزوائد كتاب الأذكار، باب ما يقول إذا انفلت دابته الخ برقم: ۱۰۰۱۷۱۰۳/۱۳۸

جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور مدد مانگنی چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اُسے چاہئے یوں پکارے، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میرے مدد کرو، کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کریں گے۔(۴۲) والحمد للّٰہ ربّ العالمین

سوم کہ فرماتے ہیں ﷺ جب جنگل میں جانور چھوٹ جائے:

فَلْيُنَادِ يَا عِبَادَ اللّٰهِ احْبِسُوْا رواه ابن السنی عن ابن مسعود رضی الله تعالىٰ عنه (۴۳)

تو یوں ندا کرے اے اللہ کے بندو روک دو۔

عباد اللہ اُسے روک دیں گے۔

چہارم کہ فرماتے ہیں ﷺ یوں ندا کرے:

أَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ رواه ابن أبی شيبة و البزار عن ابن عباس رضی الله تعالى عنهما (۴۴)

میری مدد کرو اے اللہ کے بندو۔

اور حضور پُرنور سیّد الاسیاد فرد الافراد قطب الارشاد سلطان بغداد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے نام مبارک باعثِ حَلِّ مُشکلات فرمایا ہے، امام اجل سیّدی

۴۲۔ المعجم الکبیر اور مجمع الزوائد میں آگے ہے کہ قال جرب ذلك یعنی یہ مجرب ہے۔

۴۳۔ عمل اليوم والليلة لابن السنی، برقم ۵۰۹۔ أيضا مسند أبی يعلى، مسند عبد الله بن مسعود، برقم: ۵۲۶۶، ص ۹۵۹۔ أيضا مجمع الزوائد، كتاب الأذكار، باب ما يقول إذا انفلت دابته، برقم ۱۰۰۱۷۱۰۵/۱۳۹

۴۴۔ المصنف لابن أبی شيبة كتاب الدعاء باب ما يدعو به الرجل إذا ضلت منه الضالة برقم: ۳۳۹، ۱/۳۴۵، أيضاً التوسّل للسّندی ص ۵۷۔ أيضاً مجمع الزوائد كتاب الأذكار، باب ما يقول إذا انفلت الخ برقم ۱۰۰۱۷۱۰۴/۱۳۸ و قال رواه الطبراني و رجاله ثقات

ابوالحسن نورالملّة والدّین علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز جن کو امام فنِ رجال شمس الدین ذہبی نے طبقات القراء اور امام جلیل جلال الدین سیوطی نے ''حسن المحاضرہ'' میں الإمام الأوحد کہا یعنی بے نظیر امام، اپنی کتاب مستطاب ''بہجۃ الاسرار شریف'' میں محدّثانہ اسانید صحیحہ معتبرہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ حَاجَةً فَاسْأَلُوْهُ بِيْ

جب اللہ تعالیٰ سے حاجت کے لئے دعا مانگو تو میرا وسیلہ لے کر دعا کرو۔(٤٥)

اور فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

مَنِ اسْتَغَاثَ بِيْ فِيْ كُرْبَةٍ، كُشِفَتْ عَنْهُ، وَ مَنْ نَادَانِيْ بِاسْمِيْ فِيْ شِدَّةٍ فُرِجَتْ عَنْهُ(٤٦)

جو کسی بے چینی میں مجھ سے فریاد کرے اس کی بے چینی دُور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے وہ سختی زائل ہو۔

وللّٰہ الحمد ،احسانِ خدا کہ پیر پایا اور پیر بھی دستگیر پایا۔ و الحمد للّٰہ ربّ العالمین. واللّٰہ تعالیٰ أعلم

(۳) غیر خدا کے لئے نذر فقہی کی ممانعت ہے اولیائے کرام کے لئے ان کے حیات ظاہری یا باطنی میں جو نذریں کہی جاتی ہیں یہ نذر فقہی نہیں عام محاورہ ہے کہ اکابر کے حضور جو ہدیہ پیش کریں اسے نذر کہتے ہیں، بادشاہ نے دربار کیا اسے نذریں گزریں۔شاہ رفیع الدین صاحب برادر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مُحدِّث دہلوی ''رسالۂ نذور'' میں لکھتے ہیں:

۴۵۔ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مَنْ تَوَسَّلَ بِيْ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ حَاجَةٍ قُضِيَتْ لَهٗ ۔(البهجة الاسرار، ذكر فضل أصحابه و بشراهم ص ١٩٧) یعنی، جو شخص اپنی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرا وسیلہ لے تو اس کی حاجت پوری ہو۔

۴۶۔ بهجة الأسرار و معدن الأنوار ، ذكر فضل أصحابه و بشراهم ص ١٩٧

نذر یکہ اینجا مستعمل میشود نہ بر معنی شرعی ست چہ عُرف آنست کہ آنچہ پیش بزرگان می برند نذر نیاز می گویند(٤٧)

۴۷۔ یعنی، لفظ نذر جو وہاں مستعمل ہوتا ہے وہ شرعی معنی پر نہیں ہے (کہ وہ ایجاب غیر واجب ہے جو عبادات مقصودہ کی جنس سے ہے بطریق تقرب الی اللہ ہے بلکہ معنی عرفی مراد ہے) کیونکہ عرف یہ ہے کہ جو بزرگوں کی خدمت میں لے جاتے ہیں (رسالہ نذور،ص۳) اور شاہ ولی اللہ مُحدِّث دہلوی لکھتے ہیں میرے والد ماجد شاہ عبدالرحیم قُدِّس سرہٗ مخدوم اللہ دیۃ کے مزار شریف کی زیارت کے لئے قصبہ ڈالنہ تشریف لے گئے اور رات کو ایک ایسا وقت آیا کہ اس حالت میں فرمایا کہ مخدوم صاحب ہماری ضیافت فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھانا کھا کے جانا چنانچہ آپ اور آپ کے ساتھی مزار شریف پر رُک گئے اور باقی سب لوگ چلے گئے یہ دیکھ کر آپ کے سب ساتھی رنجیدہ خاطر ہوئے، اس وقت ایک عورت سر پر طبق رکھے ہوئے آئی، جس میں چاول اور مٹھائی تھی اور مائی صاحبہ نے کہا میں نے منت مانی تھی کہ میرا شوہر واپس آئے تو میں اُسی وقت کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیۃ صاحب کے دربار میں بیٹھنے والوں کو پہنچاؤں گی، اس وقت وہ آیا ہے اور میں نے نذر کو پورا کیا اور میری آرزو تھی کہ وہاں پر کوئی ہو جو اس کھانے کو تناول فرمائے، چنانچہ سب نے کھانا کھایا (انفاس العارفین،ص۴۴) اور شاہ عبدالعزیز مُحدِّث دہلوی لکھتے ہیں کہ وہ کھانا جو امام حسن اور امام حُسین کی نیاز کے لئے پکاتے ہیں جس پر فاتحہ و درود شریف اور قُل شریف پڑھتے ہیں وہ تبرک ہو جاتا ہے اس کا کھانا بہت اچھا ہے (فتاویٰ عزیزیہ،۷۱/۱) اور اسماعیل دہلوی نے بھی لکھا ہے کہ پس اُمور مرقیہ یعنی اموات کے فاتحوں اور عُرسوں اور نذر و نیاز سے اس قدر امر کی خوبی میں کچھ شک و شبہ نہیں (صراط مستقیم،ص۶۴)۔اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: طریق نذر و نیاز قدیم زمانہ سے جاری اس وقت کے لوگ انکار کرتے ہیں (امداد المشتاق،ص۹۲) اور قبلہ استاذی شیخ الحدیث مفتی محمد احمد نعیمی لکھتے ہیں کہ معلوم ہونا چاہئے کہ عوام الناس جو اولیاء اللہ کی نذر و نیاز کرتے ہیں اس نذر سے مراد نذر شرعی نہیں ہے کہ وہ عبادت ہے بلکہ مسلمان کا نذر، یہ صدقہ اور ایصال ثواب سے مجاز ہے اور مجاز پر محمول کرنا ہی ایک مسلمان کے ساتھ حُسنِ ظن کو مقتضی ہے اور حُسنِ ظن اسی میں ہے کہ اولیاء اللہ کے واسطے نذر و نیاز کو صدقہ اور ایصال ثواب سمجھا جائے جیسا کہ مخدوم عبدالواحد سیوستانی (حنفی متوفی ۱۲۲۴ھ) ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں، اس لئے کہ مسلمان کے حال سے یہ ظاہر ہے کہ وہ نذر سے مراد مخلوق کے لئے نذر نہیں لیتا اس لئے کہ وہ عبادت ہے اور عبادت غیر خدا کے واسطے جائز نہیں لہٰذا مسلمان کی نذر سے مراد اس کے مجاورین پر تصدق کرنا ہے کیونکہ مسلمان کا حال اس بات پر قرینہ ہے کہ وہ نذر سے مراد عبادت نہیں لیتا بحوالہ بیاض واحدی (فلاح کا راستہ شریعت کے آئینہ میں،ص۱۰۸، ۱۰۹)

امام اجل سیّدی عبدالغنی نابلسی قدس سرّہٗ القدسی ''حدیقہ ندیہ'' میں فرماتے ہیں:

و من هذا القبيل زيارةُ القُبورِ و التبرُّكُ بضرائحِ الأولياءِ و الصّالِحين و النّذرُ لهم بتعليق ذٰلک على حُصولِ شفاءٍ أو قُدوم غائب فإنّه مجازٌ عن الصَّدقة على الخادمين بقُبورهم كما قال الفقهاء فيمن دفَعَ الزّكاةَ لفقيرٍ و سمّاها قرضاً صَحّ لأنّ العبرة بالمعنى لا باللّفظ (٤٨)

یعنی، اسی قبیل سے ہے زیاراتِ قبور اور مزاراتِ اولیا و صُلحا سے برکت لینا اور بیمار کی شفایا مسافر کے آنے پر اولیائے گزشتہ کے لئے مَنّت ماننا کہ مقصود محض ان کے خادمانِ قُبور پر تصدُّق ہے جیسے فقہاء نے فرمایا ہے کہ فقیر کو زکوٰۃ دے اور قرض کا نام لے زکوٰۃ ادا ہوگئی کہ اعتبار معنیٰ کا ہے نہ لفظ کا۔

کیوں مُشتہر صاحب! اب بھی سمجھے نذر و نیاز فقہی نہیں بلکہ حقیقتاً مُتوسّلین اولیا پر تصدُّق ہے اب قرآن عظیم سے پوچھئے تو آیاتِ قرآنیہ کے شیر گونج رہے ہیں کہ

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ﴾ (٤٩)

ترجمہ: بے شک اللہ بہتر جزا دے گا تصدُّق کرنے والوں کو۔

مسلمانوں کی نیت یہی ہوتی ہے اور ان کا یہی عُرف ہے کہ ان صدقات سے وجہ الٰہی مقصود رکھتے ہیں اور اُن کا ثواب اُن اولیائے کرام کی خدمات میں پہنچاتے ہیں، اب قرآن وحدیث میں جتنے فضائل صدقات نافلہ وارد ہوئے ہیں وہ سب نذر اولیا کو بھی شامل اور انہیں آیات کثیرہ سے اس کا جواز بھی حاصل، کہئے مُشتہر صاحب اب تو آپ کی شرائط کے مطابق قرآن عظیم ہی سے نذر اولیا کا اثبات ہوگیا، تفصیل کے لئے دیکھو ''السنية

۴۸۔ الحديقة الندية الطريقة المحمدية ١٥١/٢،

۴۹۔ یوسف: ٨٨/١٢

الانیقہ فی فتاویٰ افریقہ (٥٠) '' تصنیف حضور پُرنور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، واللہ تعالیٰ اعلم

(٦،٥،۴) محفلِ میلاد اس کا نام ہے کہ مسلمانوں کو بُلا کر حضور اقدس ﷺ کے فضائل رَفیعہ و مَراتبِ مَنیعہ انہیں سُنائے جائیں اور حضور کی ولادت شریفہ کا ذکر کیا جائے یہ تو حقیقت ہے اس مجلس کریم کی، اب قرآن عظیم سے اس کے جواز کا ثبوت لیجئے، فرماتا ہے جَلَّتْ آلاؤُهٗ:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ الآية (٥١)

ترجمہ: بے شک ضرور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان فرمایا کہ ان میں ایک عظمت والا رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا۔

اس آیت کریمہ نے صاف فرمادیا کہ حضور اقدس ﷺ کی ولادت قُدسیہ ایک ایسی نعمت جلیلہ ہے کہ جس کا اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر احسان جتاتا ہے اور کیوں نہ ہو آدم و عالم، کرسی و عرشِ اعظم، لوحِ محفوظ و قلم سب حضور ہی کی ولادت پاک کا صدقہ اور طفیل ہے، حضور کی ولادت نہ ہوتی تو کچھ پیدا ہی نہ ہوتا، فرمادیا گیا:

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا (٥٢)

۵۰۔ فتاویٰ افریقہ ص ۴۳ تا ۸۶

۵۱۔ آل عمران: ١٦٤/٣

۵۲۔ جامع الاحادیث کتاب المناقب ۳۳۰/۴ بحوالہ تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر اور امام حاکم نیشا پوری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی جس کے الفاظ یہ ہے فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ آدَمَ وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ (المستدرك للحاكم، كتاب آيات رسول الله الخ بعد كتاب تواريخ الانبياء الخ برقم ٤٢٨٥، ٥١٦/٣) یعنی، اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو آدم کو پیدا نہ کرتا، نہ جنت و دوزخ بناتا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ (المستدرك للحاكم ١٦٥٣٠، برقم ٤٢٨٦، ٥١٥/٣) یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا: اگر محمد ﷺ کو پیدا نہ کرتا تو تجھے پیدا نہ

اے محبوب! اگر میں تمہیں پیدا نہ کرتا تو جہان ہی کو نہ بناتا۔

صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و علیٰ خُلفَائِہٖ من الأنبیاء و المُرسَلین و آلہ و صحبہٖ أجمعین و بارک و سلّم

اور خدا کی نعمت کا ذکر اور چرچا کرنا اللہ تعالیٰ کو محبوب و مرغوب فرماتا ہے، عَظُمَتْ نُعْمَاؤُہٗ:

﴿وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ﴾ (٥٣)

ترجمہ: اپنے ربّ کی نعمت کا خُوب چرچا کرو۔

تو بحمدہٖ تعالیٰ قرآن پاک ہی سے ثابت ہوا کہ حضور کی ولادت باسعادت کا ذکر اور چرچا کرنا، عینِ مطلوبِ الٰہی ہے وللہ الحمد۔

اب اس کے ساتھ مسلمانوں کے عُرف میں بعض اُمور اور زائد ہوتے ہیں مثلاً چند آدمیوں کا آوازیں ملا کر نعت اقدس حضور اقدس ﷺ پڑھنا تو یہ بھی حدیث سے ثابت ہے کہ غزوۂ احزاب میں صحابۂ کرام آوازیں ملا کر حضور اقدس ﷺ کی نعت میں یہ شعر پڑھ رہے تھے:

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَی الْجِهَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

ہم وہ ہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں بک چکے ہیں اس بات پر کہ ہماری عمر میں جب کبھی جہاد کا موقع ہو تو اپنی جانیں نثار کریں گے۔

اور حضور اقدس ﷺ اپنے جانثاروں کی جانثاری ملاحظہ فرما کر خوش ہو ہو کر جواب فرما رہے تھے:

کرتا۔ ان احادیث کے تحت امام اہلسنّت امام احمد رضا لکھتے ہیں یعنی آدم و عالم سب تمہارے طفیلی ہیں، تم نہ ہوتے تو مطیع و عاصی کوئی نہ ہوتا، جنت و نار کس کے لئے ہوتیں، اور خود جنت و نار اجزائے عالم ہیں جن پر تمہارے وجود کا پرتو پڑا، بحوالہ تجلی الیقین ص ٧٣

۵۳۔ الضحی: ٩٣/١١

لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَة فَاغْفِرِ اللّٰهُمَّ الْاَنْصَارَ وَ الْمُهَاجِرَة (٥٤)

عیش تو صرف آخرت ہی کا ہے تو اے اللہ انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔

یا عمدہ فرش بچھانا، روشنی اور گلدستوں اور مختلف قسم کی آرائشوں سے آراستہ کرنا تو یہ زینت ہے اور فرماتا ہے جلّ جلالُہٗ:

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ﴾ الآیة (٥٥)

ترجمہ: تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا فرمائی۔

نیز یہ اُمورِ فرحت و سُرور ہیں اور انہیں میں داخل ہے خوشبو لگانا اور گلاب پاشی کرنا وغیرہ اور اللہ عزّوجلّ فرماتا ہے:

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ﴾ (٥٦)

ترجمہ: تم فرماؤ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہی پر چاہئے کہ خوشیاں منائیں یہ ان کی دھن دولت سے بہتر ہے۔

اوپر معلوم ہو چکا کہ حضور کی ولادتِ مقدسہ بہت بڑی نعمتِ الٰہیہ، رحمتِ جمیلہ اور اللہ کا فضلِ عظیم ہے تو اس پر یہ خوشیاں منانا حسبِ فرمانِ قرآن جائز و مستحب ہے یا شیرینی تقسیم کرنا تو یہ مسلمانوں کے ساتھ بڑا احسان ہے اور فرماتا ہے جلّ وعلا:

۵۴۔ صحیح البخاری، کتاب الجهاد و السیر، باب التحریض علی القتال، برقم: ٢٨٣٤، و باب حفر الخندق، برقم: ٢٨٣٥، ٢/٢٣٢، و باب البیعة فی الحرب أن لا یفرّوا الخ، برقم: ٢٩٦١، ٢/٢٦٣، و کتاب مناقب الأنصار، باب دُعاء النبی ﷺ الخ، برقم: ٣٧٩٦، ٢/٤٨٧، و کتاب المغازی، باب غزوة الخندق، برقم: ٤٠٩٩، ٤١٠٠، ٣/٤٤، و کتاب الرقاق، باب ما جاء فی الرقاق الخ، برقم: ٦٤١٤، ٤/١٨٩، و کتاب الأحکام، باب کیف یُبایع الإمامُ النّاسَ، برقم: ٧٢٠١، ٤/٣٩٢

۵۵۔ الأعراف: ٧/٣٢ ۵۶۔ یونس: ١٠/٥٨

﴿و تعَاوَنُوا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی﴾ الآیۃ (٥٦)

ترجمہ: نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

گزشتہ آیت زینت میں ہے:

﴿وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾ الآیۃ (٥٧)

اللہ نے جو پاک چیزیں بندوں کے کھانے کے لئے پیدا فرمائیں۔ان کا حرام کرنے والا کون یا اس کے واسطے تداعی مسلمانوں کے ذِکرِ خُدا اور رسول جل جلالہٗ و ﷺ کے لئے بُلانا تو یہ بھی جائز ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ و عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ (٥٨)

کیا صاف فرمایا جاتا ہے اس سے بڑھ کر کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے یا منبر بچھانا، قیام کرنا نام اقدس سُن کو آنکھوں سے لگانا تو ظاہر ہے کہ یہ اُمور اُمورِ تعظیم ہیں منبر و قیام میں تو ظاہر اور انگوٹھے چُومنا بھی اسی قبیل سے ہے جیسے حجر اسود کو بوسہ دینا اور اگر قریب نہ جاسکے تو عصا سے حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے اس عصا ہی کو چُوم لیا، یوں ہی مسلمان چاہتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا نام پاک جو منہ سے نکلا ہے اُسے چُومے آنکھوں سے لگائے مگر ایسا نہیں کرسکتا تو انگوٹھوں ہی کو مونھ سے لگا کر آنکھوں سے لگاتا ہے تو یہ اُمور اُمورِ تعظیم و توقیر ہیں۔اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے:

﴿وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ﴾ (٥٩)

ترجمہ: جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔

٥٦۔ المائدۃ:٥/٢ ٥٧۔ الأعراف: ٧/٣٢

٥٨۔ حٰمٓ السجدۃ: ٤١/٣٣، ترجمہ: اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بُلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔(کنزالایمان)

٥٩۔ الحج:٢٢/٣٢

اور فرماتا ہے:

﴿و مَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰہِ فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ﴾ (٦٠)

ترجمہ: جو شخص اللہ کی حُرمت والی چیزوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کے لئے اس کے ربّ کی یہاں بہتر ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَ تُعَزِّرُوْہُ وَ تُوَقِّرُوْہُ﴾ الآیۃ (٦١)

ترجمہ: ہمارے رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

تعظیم نبوی کا حکم عام ہے سوا اُن باتوں کے جن کی ممانعت کی تصریح شریعت میں آچکی ہے جیسے سجدۂ تعظیمی باقی تمام طُرُق تعظیم اسی صیغۂ عامہ تُعَزِّرُوْہُ وَ تُوَقِّرُوْہُ میں داخل اور ان سب کے جواز و استحباب کی دلیل اسی سے حاصل، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "منیر العین" (٦٢) و "إقامة القيامة" (٦٣) و "رشاقة الكلام" وغیرھا تصانیف قدسیۂ حضور پُر نور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، واللہ تعالیٰ اعلم۔ نیز نعت اقدس حضور سرور عالم ﷺ کے لئے منبر بچھانا خود حضور اقدس ﷺ سے ثابت ہے، حدیث میں ہے:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَضَعُ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مِنْبَرًا فِی الْمَسْجِدِ یَقُوْمُ عَلَیْہِ قَائِماً یُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ أَوْ یُنَافِحُ، وَ یَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "إِنَّ اللّٰہَ یُؤَیِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا نَافَحَ أَوْ فَاخَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ (٦٤)

٦٠۔ الحج:٢٢/٣٠ ٦١۔ الفتح:٤٨/٩

٦٢۔ فتاوٰی رضویہ،٥/٤٢٩ ٦٣۔ فتاوٰی رضویہ،٢٦/٤٩٥

٦٤۔ سُنَن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب ما جاء فی الشِّعر، برقم:٥٠١٥، ٤/١٧٦، أیضاً سُنَن الترمذی، کتاب الأدب، باب إنشاء الشِّعر، برقم:٢٨٤٦، ٣٠ ٥٦١١١٨، ٥٦٢۔ أیضاً المسند للإمام أحمد، ٦/٧٢۔ أیضاً نقله التبریزی فی "مشکاته" فی الأدب، باب البیان و الشعر، الفصل الثالث، برقم:٤٨٠٥، ٣۔٤/١٨٨ و قال رواه البخاری

رسول اللہ ﷺ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے مسجد میں منبر بچھاتے وہ اس پر قیام کر کے حضور کے فضائل بیان کرتے یا دشمنوں کا ردّ کرتے اور حضور فرماتے بے شک اللہ تعالٰی روح القدس سے حسان کی تائید فرماتا ہے جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دفعِ اعدا کرتے رہتے ہیں۔ رواہ البخاری عن أم المؤمنین الصدیقة صلی اللہ تعالٰی علی بعلها و أبیها و علیها و بارك و سلم، **واللہ تعالٰی أعلم**

(۸) مزاراتِ طیبۂ اولیائے کرام پر بنائے قبہ سلف سے اب تک معمول ہے، "مجمع بحار الانوار" جلد ثالث میں ہے:

قد أباح السلفُ البناء علٰی قبورِ الفُضلاءِ و العُلماءِ و الأولیاءِ یزورُهم النّاسُ و یستریحُون فیه (۶۵)

بے شک سلف نے بزرگوں یعنی علماء و اولیاء کی قُبور پر عمارت بنانے کو جائز رکھا ہے کہ لوگ اس کی زیارت کریں اور اس میں آرام کرلیں۔

یوہیں اگر بدنِ میت کے گرداگرد اینٹیں نہ ہوں اور اس سے اوپر اگر پکی ہو تو منع نہیں اگرچہ تعویذ بھی پکا ہو، اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کہیں اس سے منع نہیں فرمایا جو مدعی جواز ہے اسے اتنا ہی کافی۔

ہاں جو ناجائز کہے بارِ ثبوت اس کے ذمہ ہے وہ ثبوت لائے کہاں سے اللہ جل جلالہ و رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور جو ثبوت نہ دے سکے تو دل سے نئی شریعت گڑھتا خود شارع بنتا اور اللہ جل جلالہٗ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کرتا ہے جس بات کو اللہ جل جلالہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں حرام نہیں فرمایا ہے، یہ اسے اپنی طرف سے حرام کہتا ہے حالانکہ اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ

۶۵۔ تکملہ مجمع بحار الأنوار، تحت لفظ قبر، ۳/۱۴۰

وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ﴾ (۶۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ پوچھو وہ باتیں کہ اگر ان کا حکم تم پر کھول دیا جائے تو تمہیں بُرا لگے اور اگر اس زمانے میں پوچھو گے جب تک قرآن اُتر رہا ہے تو تم پر کھول دیا جائے گا اللہ تمہیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔

کیسا صاف ارشاد ہے کہ شریعت نے جس بات کا ذکر نہ فرمایا وہ معاف میں ہے جب تک کلام مجید اُتر رہا تھا احتمال تھا کہ معافی پر شاکر نہ ہو کہ کوئی پوچھتا اُس کے سوال کی وجہ سے منع فرمادی جاتی اب کہ قرآن کریم اُتر چکا دین کامل ہولیا، اب کوئی نیا حکم آنے کو نہ رہا جتنی باتوں کا شریعت نے نہ حکم دیا نہ منع فرمایا، ان کی معافی مقرر ہو چکی جس میں اب تبدیلی نہ ہوگی، وہابی کہ اللہ کی معافی پر اعتراض کرتا ہے مردود ہے وللہ الحمد اور یہی ایک دلیل محفلِ میلاد و قیام و تقبیل ابہامین (انگوٹھے چومنے) و نذر و ندائے محبوبانِ کبریا علٰی سیّدہم و علیہم الصلاۃ والثنا اور ان تمام مسائل میں جاری و کافی جنہیں وہابیہ محض اپنی زبان زوری سے بدعت و ناجائز کہتے ہیں اور پھر بکمال عیاری غریب سُنّیوں ہی سے کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث سے اس کا جواز ثابت کرو حالانکہ یہ اوندھا مطالبہ ہے ابھی آیت کریمہ سُن چکے کہ قائلِ جواز کو کسی دلیل کی حاجت نہیں اُسے اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ جل وعلا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسے منع نہیں فرمایا لہٰذا بحکم آیت کریمہ ارشاد "عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا" میں داخل اور اُسی سے اس کا جواز حاصل، تم جو اسے ناجائز کہتے ہو قرآن و حدیث سے ثبوت لاؤ کہاں منع فرمایا ہے، مگر ہم نے تبرعاً مُشتہر صاحب کی خاطر سے بحمدہٖ تعالٰی قرآن عظیم ہی سے ان امور کا جواز روشن و مُبرہَن کردیا، **وَلِلّٰهِ الحمد واللہ تعالٰی أعلم**

تنبیہ: مُشتہر صاحب نے "مرآۃ الحقیقۃ" کو حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ

۶۶۔ المائدۃ: ۶/۱۰۱

تعالیٰ عنہ کی تصنیف قرار دے کر اس کی عبارت پیش کی ہے:

من يعتقد أن محمداً صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يعلم الغيب
فهو كافر لأن علم الغيب صفة من صفة الله تعالىٰ

قطع نظر اس سے کہ یہ عبارت بھی غلط ہے اور قطع نظر اس سے کہ یہاں علم غیب سے علم غیب بالذات مراد ہے کہ وہی خدا کی صفت ہے عطائی علم غیب ہرگز صفتِ خداوندی نہیں ہوسکتا جو شخص خدا کے لئے عطائی علم غیب مانے وہ قطعاً یقیناً کافر مُرتد ہے اور اوپر معلوم ہو چکا کہ حضور اقدس سرورِ دو عالم ﷺ کو علم غیب بعطائے الٰہی حاصل ہے جو شخص کسی مخلوق کے لئے ذاتی علم غیب مانے کافر ہے اور قطع نظر اس کے کہ یہ عبارت ہرگز ہمارے لئے مُضر اور مُنکرین کو مفید نہیں کہ اس میں جس علم غیب کو خدا کی صفت بتایا اُسی کو حضور کے لئے ثابت کرنے کو کافر کہا اور ابھی معلوم ہو گیا کہ ذاتی علم غیب ہی صفتِ الٰہیہ ہے عطائی کوئی صفت بھی اس کے لئے ممکن نہیں، کہنا تو یہ ہے کہ یہ کتاب ''مرآۃ الحقیقہ'' ہرگز حضور پُرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہی نہیں حضور کی طرف اس کی نسبت اِفترا ہے سب سے پہلے ایک پر لے سرے کے حیادار سیف النقی والے شقی نے اس سے استدلال کیا اور اس نے تو عجیب ہی کمال کیا وہ تدبیر سوچی کہ اس کے پیشوا ابلیس ملعون کو بھی باوجود ادعائے ''اَنَاخَيْرٌ مِنْهُ'' نہ سوجھی یعنی دل سے کتابیں گڑھ لو جی سے اُن کے صفحات تراش لو، طبیعت سے اُن کے مطالع اختراع کرلو خود ہی اللہ جل جلالہٗ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں توہین و تنقیص پر مشتمل ان کی عبارات ڈھال لو اور اہلِ سُنّت کے پیشوایانِ عظام قدست اسرارہم کی طرف اُن کا افترا کر کے سُنّیوں سے کہو کہ دیکھو تمہارے عقائد تو یہ ہیں اور تمہارے آقایانِ کرام اللہ جل جلالہٗ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں یوں گستاخیاں کرتے ہیں تم بھی گستاخیاں کیوں نہیں کرتے۔اس کا مُفصّل و مُشرّح بیان کتاب مستطاب ابحاث اخیرہ و رسالۂ مبارکہ ''رماح القهار علی كفر الكفار'' میں ملاحظہ

ہو۔کیا مُشتہر صاحب یا ان کا کوئی بڑا ثابت کرسکتا ہے کہ یہ کتاب ''مرآۃ الحقیقۃ'' حضور کی تصنیف ہے اور کسی عالم معتبر نے اس سے استناد کیا اور اسے حضور پُرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف بتایا:

﴿فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا﴾ الاية (٦٧)

﴿فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ﴾ (٦٨)

اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نفس کریم کے لئے فرماتے ہیں:

وَ عِزَّةِ رَبِّىْ إِنَّ السُّعَدَآءَ وَ الْأَشْقِيَآءَ لَيُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ، عَيْنِىْ فِى اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ رواه الإمام الأوحد سيدى نور الدين أبو الحسن على الشطنوفى رضى الله تعالىٰ عنه باسناد صحيح (٦٩)

یعنی، عزتِ الٰہی کی قسم بے شک سب سعید اور شقی میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، میری آنکھ لوحِ محفوظ میں ہے۔

نیز قصیدۂ مقدسہ خمریہ میں فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ إِلٰى بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا   كَخَرْدَلَةٍ عَلٰى حُكْمِ اتِّصَالٖ (٧٠)

میں ہمیشہ علی الاتصال تمام بلادِ الٰہیہ یوں دیکھ رہا ہوں جیسے ایک رائی کا دانہ۔

نیز سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام حضرت عزیزان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

زمین در نظر این طائفہ چوں سفرۂ ایست

حضرت خواجہ بہاؤالحق والدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کلام پاک نقل کر کے فرماتے:

٦٧۔ البقرة:٢/٢٤، ترجمہ: پھر اگر نہ لاسکو ہم فرمائے دیتے ہیں ہرگز نہ لاسکو گے۔(کنز الایمان)

٦٨۔ یوسف:١٢/٥٢، ترجمہ: اللہ دغا بازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا۔(کنز الایمان)

٦٩۔ بهجة الأسرار، ذكر كلمات أخبر بها عن نفسه الخ، ص ٥٠

٧٠۔ قصيده غوثيه مع ختم قادريه، ص ٣٨

وما می گوئیم چوں روی نا خفتے ست۔(۷۱)

مُشتہِر جی اب ذرا اپنے شیطانی کُفر کے فتوے کی خبر لو، دیکھو تم نے کس کس محبوب خُدا کو کافر کہہ دیا مگر ان کا کیا بگڑا وہ کفر اُلٹا تمہارے ہی گلے کا ہار ہوا، ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فَقَدْ بَآءَ بِہٖ اَحَدُھُمَا (۷۲)

کفر کو بھی تم سے کتنی محبت ہے، ہر پھر کر تمہارے ہی گلے لگتا ہے: **ذٰلِکَ جَزَاءُ اَعْدَاءِ اللّٰہِ۔**

﴿وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَۃِ اَکْبَرُ م لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ﴾ (۷۳)

مزہ دار تناقض:

دعویٰ تو یہ ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب مانے وہ کافر ہے اور پھر خود ہی کہا ''دینی علوم وقتاً فوقتاً بذریعہ وحی بالضرور مکمل تعلیم دیئے ہیں جملہ اُمور مغیبات کی بھی آپ کو اطلاع اسی قبیل سے ہے'' لیجئے خود بھی جملہ غیوب کا علم حضور اقدس

۷۱۔ نفحات الأنس للجامی، ص۲٤۹، ترجمہ: اس گروہ (اولیاء) کی نظر میں زمین ایسے ہے جیسے دسترخوان اور ہم کہتے ہیں کہ (زمین اس گروہ کی نظر میں ایسے ہے) جیسا ناخن کو دیکھنا۔

۷۲۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان حال إیمان من قال لأخیہ المسلم یا کافر، رقم: ٦۰، ۱/۷۹۔ أیضاً صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب من آکفر أخاہ بغیر تأویل فھو کما قال، برقم: ٦۱۰٤، ٤/۱۱۰۔ أیضاً المؤطا لمالك، کتاب الکلام، باب ما یکرہ من الکلام، ٥٦/۱/۱۸۲۰، ص٦۰۳۔ أیضاً المسند، ۲/۱۸۔ أیضاً سُنَن الترمذی، کتاب الإیمان، باب ما جاء فیمن رمی أخاہ یکفر، برقم: ۲٦۳۷، ۳/٤٥۳۔ أیضاً جامع الصغیر للسیوطی، برقم: ۲۳۹، ۳/۱۷٦۔ أیضاً المسند لأبی عوانہ، بیان المعاصی، ۱/۲۲

۷۳۔ الزمر: ۳۹/۲٦، ترجمہ: بے شک آخرت کا عذاب سب سے بڑا، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔ (کنز الایمان)، یعنی ایمان لاتے تکذیب نہ کرتے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے مان لیا، ہم بھی تو بذریعہ وحی ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علوم غیب مانتے ہیں، کہنا یہ ہے کہ اب خود مُشتہِر صاحب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے جمیع غُیوب کی اطلاع مان کر اپنے ہی قول سے کافر ہوئے یا نہیں خود جواب نہ دے سکیں تو اپنے بڑوں سے پوچھ کر دیں۔

بے مزہ جہالت:

مُشتہِر صاحب کہتے ہیں ''نہ تو اللہ صاحب ہی نے اپنے قرآن مجید ہی میں کہیں فرمایا کہ میں نے محمد رسول اللہ کو علم غیب دیا ہے'' آنکھیں ہوں تو دیکھو جواب سوال اول کی آیاتِ کریمہ دیکھ کر خدا توفیق دے تو حضور عَالِمِ مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْنُ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مُطّلع عَلَی الغُیوب ہونے پر ایمان لاؤ، کیسا صاف وواضح فرمایا جا رہا ہے کہ ''اللہ اپنے چُنے ہوئے رسولوں کو غیب پر مطلع فرماتا ہے''، (۷٤) ''اپنے پسندیدہ رسولوں کو اپنے غیب پر مُسلّط فرماتا ہے'' (۷٥) حتیٰ کہ صاف فرمایا ''یہ نبی غیب کی بات بتانے میں بخیل نہیں'' (۷٦) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآلہ وصحبہ اجمعین وبارک وکرم۔ پھر کہتے ہیں ''خود بدولت (ہم مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے بھی تو بست وسہ سالہ عرصۂ طویلہ میں ایک دفعہ بھی تو اقرار نہیں فرمایا کہ اللہ صاحب نے مجھے علم غیب عنایت فرمایا ہے'' ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب راچہ گناہ (۷۷)

حدیثِ معراج منامی میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فَرَأَیْتُہٗ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِہٖ بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَ عَرَفْتُ رواہ الترمذی عن معاذ بن

۷٤۔ سورہ آل عمران: ۳/۱۷۹

۷٥۔ سورۃ الجن: ۷۲/۲۷، ۲۸

۷٦۔ سورۃ التکویر: ۸۱/۲٤

۷۷۔ یعنی، چمگادڑ کو اگر دن میں نظر نہ آئے تو اس میں سورج کی روشنی کا کیا گناہ۔

جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۷۸)

میں نے ربّ عزّ وجلّ کو دیکھا کہ اس نے اپنی کفِ رحمت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھی تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی تو میرے لئے ہر شئے ظاہر ہوگئی اور میں نے ہر چیز پہچان لی۔

(رواہ الترمذی عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (۷۹)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ رواہ الترمذی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۸۰)

میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ (۸۱)

۷۸۔ سُنَن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب و من سورۃ ص، برقم:۳۲۳۵، ۲۱۳/۴، ۲۱۴۔ أیضاً المعجم الکبیر، ۱۰۹/۲۰

۷۹۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے فرمان کا مطلب ہے کہ پس مجھ پر ہر چیز کے علوم ظاہر اور روشن ہوگئے پس میں نے سب کو پہچان لیا (أشعة اللمعات شرح مشکاۃ، کتاب الصلاۃ، باب المساجد، الفصل الثالث، ۳۴۲/۱)

۸۰۔ سُنَن الدارمی، کتاب الرؤیا، باب فی رؤیۃ الرّبّ تعالی فی النوم، برقم:۲۱۹۴۔ ۱۰۶/۲۔ أیضاً المعجم الکبیر للطبرانی، ۱۴۱/۲۰عن معاذ بن جبل ﷺ۔ أیضاً مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب المساجد و مواضع الصلاۃ، الفصل الثانی، برقم:۷۲۵، ۱۔۱۵۲/۲

۸۱۔ اس کے تحت ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے فرمان ''پس میں نے جان لیا'' کا مطلب ہے کہ اس فیض کے حاصل ہونے کے سبب میں نے یہ سب کچھ جان لیا جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں فرشتے، اشجار وغیرہما ہیں تعلیم فرمایا، یہ عبارت ہے آپ ﷺ کے وسعتِ علمی سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر کھول دیا، علامہ ابن حجر نے فرمایا: ''فی السماوات'' سے آسمانوں بلکہ اُن سے بھی اوپر کی تمام کائنات کا علم مراد ہے جیسا کہ قصۂ معراج سے مستفاد ہے اور ''ارض'' بمعنی جنس ہے یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں ہیں بلکہ اُن سے بھی نیچے ہیں سب معلوم ہوگئیں جیسا کہ حضور کا ثور اور حُوت کی خبر دینا جن پر سب زمینیں

نیز حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَ إِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيْهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلٰى كَفِّيْ هٰذِهٖ جِلِّيَانٌ مِنَ اللّٰهِ جَلَّاهُ لِيْ كَمَا جَلَّاهُ لِلنَّبِيِّيْنَ مِنْ قَبْلِي (۸۲)

ہیں الخ (مرقات شرح مشکاۃ، کتاب الصلاۃ، باب المساجد و مواضع الصلاۃ، الفصل الثانی، برقم:۷۲۵، ۴۰۰/۲) اور شیخ محقق عبدالحق مُحدِّث دہلوی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کا فرمان ''پس میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے جان لیا'' یہ عبارت ہے تمام علوم جزوی وکُلّی کے حاصل ہونے اور ان کا احاطہ کرنے سے اور حضور ﷺ نے اس حال کے مناسب بقصد استشہاد یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی: ''وَ كَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرٰهِيْمَ الْآيَة'' اور ایسے ہی ہم نے ابراہیم کو تمام آسمانوں اور زمینوں کا ملکِ عظیم دکھایا تا کہ ابراہیم علیہ السلام وجودِ ذات وصفات اور توحید کے ساتھ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں اور اہلِ تحقیق نے فرمایا کہ دونوں روایتوں میں فرق ہے اس لئے کہ خلیل علیہ الصلاۃ والسلام نے آسمانوں اور زمینوں کا مُلک دیکھا اور حبیب علیہ الصلاۃ و السلام نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا، ذات وصفات، ظواہر وبواطن سب دیکھا اور خلیل کو وجوبِ ذاتی اور وحدتِ حق کا یقین ملکوت آسمان وزمین دیکھنے کے بعد حاصل ہوا جیسا کہ اہلِ استدلال اور اربابِ سلوک اور مُحِبّوں اور طالبوں کی حالت ہے اور حبیب کو وصول اِلی اللہ اور یقین اول حاصل ہوا پھر عالم اور اس کے حقائق کو جانا جیسا کہ مطلوبوں، محبوبوں اور مجذوبوں کی شان ہے (أشعة اللمعات شرح مشکاۃ، کتاب الصلاۃ، باب المساجد، الفصل الثانی، ۲۳۳/۱) اور علامہ طیبی لکھتے ہیں کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح حضرت ابراہیم کو علیہ السلام آسمانوں اور زمینوں کے مُلک دکھائے ایسے ہی حضور ﷺ پر غُیوب کے دروازے کھول دیئے (حضور نے فرمایا) حتی کہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے ذات، صفات، ظواہر مُغیبات سب کچھ (شرح الطّیبی علی مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب المساجد و مواضع الصلاۃ، الفصل الثانی، برقم:۷۲۵، ۲۹۱/۲)

۸۲۔ کتابُ الفِتَن للحافظ نعیم بن حماد، ما کان من رسول اللہ ﷺ من التکلم و أصحابه من بعده الخ، برقم:۲، ص۲۹، ۳۰۔ أیضاً تقریب البُغیة بترتیب أحادیث الحلیة، برقم:۳۰۹۵، ۲۵/۳۔ أیضاً جمع الجوامع للسیوطي، قسم الأقوال، حرف الهمزة،

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو اٹھالیا تو میں اس کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں، (۸۳) اللہ تعالیٰ کے روشن کر دینے کے سبب کہ اس نے میرے لئے یہ علم منکشف کر دیا ہے جیسے مجھ سے پہلے انبیاء کے لئے منکشف فرما دیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم و بارک وسلم۔ رواہ الطبرانی فی "کبیرہ" ونعیم ابن حماد فی "کتاب الفتن" و أبو نعیم فی "الحلیۃ" عن سیدنا ابن سیدنا عبداللہ بن عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنھما

''اور نہ ہی خلفائے راشدینؓ (۸٤) نے، نہ تبع تابعینؒ (۸۵) نے''، امام قسطلانی نے

برقم:۹ ٤۸٤، ۲/۱۳ ٤۔ أیضاً مجمع الزوائد، کتاب علامات النبوۃ، باب إخبارہ ﷺ بالمغیبات، برقم:۱٤۰٦۷، ۸/۳٦۵ و قال رواہ الطبرانی۔ أیضاً کنز العمال، برقم:۳۱۸۰۷، ۱۱/۱۷۰

۸۳۔ اس کے تحت علامہ زرقانی لکھتے ہیں: "إن اللہ قد رَفع" أی أظھرَ و کَشف لِی الدُّنیا بحیث أحطتُ بِجمیع ما فیھما "فأنا أنظر إلیھا و إلی ما ھو کائنٌ فیھما إلی یوم القیامۃ کأنّما أنظر إلی کفّی ھذہٖ" إشارۃ إلی أنّہ نَظَرَ حقیقۃً دفع بہ احتمال أنّہ أرید النظر العلم (زرقانی علی المواھب، المقصد الثامن، الفصل الثالث فی أنبائہ ﷺ بالانباء المغیبات، القسم الثانی فیما أخبرہ علیہ الصلاۃ و السلام من الغیوب سوی ما فی القرآن الخ، ۷/۲۰٤، ۲۰۵)

یعنی، (حضور ﷺ نے فرمایا) بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا ظاہر اور منکشف فرمائی ہے اس طرح کہ میں نے جو کچھ اس میں ہے سب پر احاطہ کر لیا پس میں دنیا کی طرف اور جو کچھ دنیا میں تا قیامت ہونے والا ہے اس کو دیکھ رہا ہوں، اس حدیث شریف میں اس بات کی طرف اشارہ ہے بے شک آپ ﷺ نے حقیقت میں دیکھا اس نظر و دیکھنے سے مراد صرف جاننا لیا جائے اس احتمال کا رد کیا گیا بلکہ حقیقۃً دیکھنا مراد ہے۔

۸٤۔ ہم مسلمان کہتے ہیں رضی اللہ عنہم وعنا بہم اجمعین ۱۲

۸۵۔ ہم مسلمان کہتے ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲

''مواہب لدنیہ شریف'' میں فرماتے ہیں:

قد اشتَھر وانتَشَر أمرُہٗ صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بَیْنَ أصْحَابِہٖ بِالاطّلاعِ عَلَی الغُیوبِ (۸٦)

بے شک صحابۂ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیبوں کا علم ہے۔

اسی کی شرح زرقانی میں ہے:

أصحابُہٗ صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم جازِمُوْن بِاطلاعِہٖ عَلَی الغَیبِ (۸۷)

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یقین کے ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب ہے۔

وللہ الحمد او راقوال کثیرہ ''الفیوض الملکیہ'' میں ملاحظہ ہوں، خدا انصاف دے تو اتنے ہی ارشادات ہدایت کے لئے کافی ہیں اور مرضِ تعصُّب کا علاج ہمارے پاس نہیں۔ واللہ الموفّق

تمام صحابۂ کرام کو مُشتہِر نے کافر کہہ دیا:

ابھی ''مواہب'' و'' زرقانی'' سے سُن چکے کہ تمام صحابۂ کرام اعتقاد رکھتے تھے کہ حضور کو علم غیب ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم و بارک وسلم۔ اب مُشتہِر بکمال دریدہ دہنی یہ معلون عبارت لکھتا ہے: ''رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو صفاتی جزئی مجازی محدود ی عالم الغیب جاننے والا تو البتہ کافر ہی ہے''مسلما نو! للہ انصاف، یہ ناپاک ملعون تکفیر کہاں تک پہنچتی ہے، صحابۂ کرام حتی کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے لئے علم

۸٦۔ المواھب اللدنیۃ، المقصد الثامن، الفصل الثالث فی إنبائہ ﷺ بالأنباء المغیبات، ۳/۹۱، ۹۲

۸۷۔ شرح العلامۃ الزرقانی علی الواھب اللدنیۃ، المقصد الثامن، الفصل الثالث فی إنبائہ ﷺ بالأنباء المغیبات، ۱۰/۱۱۳، ۱۱٤

ما في السمٰوٰت و الأرض إلى يوم القيامة کا اثبات فرمایا۔ خود ربّ العزۃ جلّ جلالہٗ نے فرمایا کہ ''ہم نے اپنے غیب پر مسلّط فرما دیا''۔ تو اب اس ناپاک عبارت نے صحابہ و مصطفیٰ و کبریا جلّ و علا و صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم و سلّم سب کو کافر کہہ دیا۔ اَلا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْکَافِرِیْنَ و العیاذُ باللّٰہ تعالیٰ، مُشتہر نے جو آیاتِ نفی سے استدلال کیا ہے اس کا جواب ہو چکا کہ ان میں ذاتی علم غیب کی نفی ہے اور ان آیات پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ وللّٰہ الحمد

دریدہ دہنی اور بدزبانی:

مُشتہر عجب مسخرہ ہے خود ہی سنّیوں کی شکایت کرتا ہے کہ وہ نجدیت، دہریت، غیر مقلّدیت، نیچریت، القاب و خطاب سے اخبار سازی و اشتہار بازی کرتے ہیں نیز اس پر بھی دھمکاتا ہے کہ اب اگر کسی نے یہ لفظ کہے تو وہ یا مجسٹریٹ الغیاث یا کلکٹر المدد یا پولیساہ اور واہ گورنمنٹاہ کہہ کہہ کر گورنمنٹ سے فریاد کرکے اُسے سزا دلوائے گا، خیر اس سے تو ہمیں غرض نہیں وہ سے جو چاہے کروائے مگر خود اس کی بدزبانی ملاحظہ ہو، غربائے اہلسنّت و علمائے اسلام کو اس نے فتنہ گر گمراہ گمراہ گر ضال مُضِل شہر آشوب، فتّان حیلہ باز فتنہ پرداز ہرزہ درا زٹل قافیہ مشرک گر جھوٹی حدیث سُنانے والا ابلیس خنّاس وغیرہ کھلے لفظوں میں گالیاں دی ہیں مگر ہمارے ربّ عزّ و جلّ نے ہمیں حکم فرما دیا ہے:

﴿ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴾ (۸۸)

بارگاہِ رسالت میں مُشتہر کی گستاخی

مُشتہر لکھتا ہے مخصوص صفت خالق اور پھر مخلوق میں بھی جلوہ گر، صلاح کار کجا من خراب کجا، ماللتراب و ربّ الارباب، چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

مُشتہر نے علم غیب کو تو صلاح کار ٹھہرایا اور معاذ اللہ! حضور محبوب کبریا سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم و بارک و سلم کو ''منِ خراب'' کے ناپاک لفظ سے تعبیر کیا، پھر حضور کی شان

۸۸۔ آل عمران: ۱۸۶/۳، ترجمہ: اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔ (کنزالایمان)

میں مٹی، تراب اور خاک کا لفظ استعمال کیا، تمام اُمّت کا اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ توہین کرنے والا قطعاً و یقیناً کافر و مرتد ہے، اُس کی جُورو اس کے نکاح سے نکل گئی اور اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا کوئی برتاؤ کرنا حرام، اس پر تمام احکام مُرتدین جاری ہو گئے والعیاذ باللہ تعالیٰ، مولیٰ عزّ وجلّ توبہ و تجدید نکاح اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مُشتہر کی عیاری

مسلمانو! مسلمانو! اپنے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربانو! اصل بات یہ ہے کہ دیوبندیوں وہابیوں کے طواغیت اربعہ گنگوہی انبیٹھی نانوتوی تھانوی نے اللہ جلّ و علا و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں سخت سخت گستاخیاں، گندی گندی توہینیں کیں حضور کو شیطان سے کم علم بتایا۔ اپنے پیر ابلیس کے علم کو حضور کے علم اقدس پر بڑھایا، صاف لکھا شیطان و ملک الملکوت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے، شیطان و ملک الملکوت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ دیکھو ''براہین قاطعہ'' گنگوہی وانبیٹھی صفحہ ۵۱ سطر ۲۱ مطبع قاسمی دیوبند حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء بمعنی آخر الانبیاء ہونے کو جاہلوں عوام کا خیال ٹھہرایا، حضور کے زمانہ میں بلکہ حضور کے بعد نیا نبی آنے کو جائز اور ختم نبوت میں کچھ خلل نہ ڈالنے والا بتایا صاف لکھا عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم (۸۹) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، دیکھو ''تحذیر الناس'' مذکور صفحہ ۱۴ سطر ۱۵۔ صاف لکھا بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی

۸۹۔ ہم مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲

صلعم (۹۰) بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا، دیکھو "تحذیر الناس" مذکور صفحہ ۲۸ سطر ۷ (۹۱) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں کی مثل بتایا صاف لکھا آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) ومجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ دیکھو "حفظ الایمان" (۹۲) اشرفعلی تھانوی مطبع انتظامی کانپور، بار دوم صفحہ ۸ سطر ۱۵، یہ وہ اقوال ملعونہ ہیں کہ جن پر علمائے عرب وعجم مفتیانِ حل وحرم نے ان کے قائلین پر نام بنام فتویٰ کفر دیا، صاف فرمادیا:

مَنْ شَکَّ فِی کُفْرِہٖ وَ عَذَابِہٖ فَقَدْ کَفَرَ (۹۳)

جو ان میں کسی کے اقوال پر مطلع ہو کر اُسے کافر نہ جانے یا اس کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ (۹۴)

وہابیاں، عیارنجدیانِ خامکار اپنی یہ باتیں چھپاتے اور فرعی مسائل مجلس میلاد، قیام، نداء ونذر اولیاء، تقبیل ابہامین وغیرہ میں چھیڑ کرتے اور بھولے مسلمان دھوکے میں آکر

۹۰۔ ہم مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۹۱۔ تحذیر الناس، صفحہ ۳۴، سطر ۴، مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی

۹۲۔ حفظ الایمان، ص ۱۳

۹۳۔ دیکھئے "الدولۃ المکیۃ" و "حسام الحرمین"

۹۴۔ قاضی عیاض لکھتے ہیں: أجمع العلماءُ أن شاتم النبی ﷺ المُتنقِّص له کفر و الوعید جارٍ علیه بعذابِ اللّٰه له، و حُکمُه عِندَ الأُمّةِ القتلُ، و مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَ عَذَابِہٖ کَفَرَ (کتاب الشفا بتعریف حقوق سیدنا المصطفی ﷺ، القسم الرابع، الباب الأول فی بیان ما هو فی حقه ﷺ الخ، ص ۳۷۰)

یعنی، علماءِ اُمّت کا اس بات پر اجماع ہے کہ شاتمِ نبی ﷺ، آپ ﷺ میں تنقیص کرنے والا کافر ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید جاری ہے اور اُمتِ مصطفیٰ ﷺ کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے اور جس نے اس کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ (بھی) کافر ہے۔

اُن میں بحث کرنے لگتے ہیں، بھائیو جو لوگ اللہ و رسول کی عزت پر حملے کر رہے ہیں ان کو کسی فرعی فقہی مسئلے میں بحث کا کیا حق یہاں ایک بات ان کے جواب کو کافی ہے اور ایک اپنے سمجھنے کو **اوّل** یہ کہ تم لوگ پہلے اللہ جل وعلا و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنا ایمان تو ٹھیک کرلو، **دوم** یہ کہ ان مسائل میں مخالف وہ لوگ ہیں جن کے اللہ جل وعلا و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وہ کچھ حملے ہیں پھر ان کی کس بات کا اعتبار، واللہ الموفق۔

و العیاذُ باللّٰهِ ربِّ العالمین و صلی اللّٰه تعالیٰ علیٰ خیر خَلْقه و قاسم رزقه و عروس مملکتِه سیّدِنا و مولینا محمدٍ و آله و صَحبِه و ابنه و حِزبه و بارک وسلّم و اللّٰه تعالیٰ اعلم۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنوی غفرلہ و لابویه رب المولی العزیز القوی

(۱) تصدیق مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ القادری البرکاتی علیہ الرحمہ

صح الجواب و اللّٰه تعالیٰ أعلم بالصواب، حرّرهٗ الفقیر مصطفیٰ القادری البرکاتی عفی عنہ

(۲) تصدیق صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ

الجواب صحیح و اللّٰه تعالیٰ أعلم فقیر ابو العلا محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ

(۳) تصدیق علامہ محمد امین علیہ الرحمہ

مجیب صاحب نے جو ساتوں سوالوں کا جواب دیا ہے بالکل صحیح ہے، واللّٰه أعلم بالصواب، راقم آثم محمد امین ابن مولوی محمد مسعود

(۴) تصدیق علامہ نثار احمد علیہ الرحمہ

هٰذا هو الحقّ و أحقُّ أن یُقْتَدیٰ بِهٖ و خلافُه مردودٌ، و اللّٰه تعالیٰ أعلم

نثار احمد عفا اللہ عنہ

مآخذ ومراجع

١. **الاستيعاب**، للقرطبي، الإمام أبي عمر يوسف بن عبدالله (ت٤٦٣ھ) ، مطبع مصطفى محمد، مصر

٢. **أشعة اللّمعات** (شرح مشكاة)، للدّهلوی، الشيخ عبد الحق بن سيف الدين الحنفي (ت١٠٥٢ ھ) ،مكتبة نورية رضوية،سكھر

٣. **الإصابة** في معرفة الصحابة، للعسقلاني، الإمام أحمدابن حجر (ت٨٥٢ھ)، مطبع مصطفى محمد،مصر

٤. **إمداد المشتاق**، للتهانوی، المولوی أشرف علي، كتب خانه شرف الرّشيد، شاه كوت

٥. **أنفاس العارفين**، للدّهلوی، الشّاه ولی اللّٰه بن شاه عبدالرحيم (ت١١٧٦ ھ)، کتب خانه حالی مشتاق أحمد،ملتان

٦. **براهين قاطعة** للگنگوهي، والأنبيٹهی، مطبوع درمطبع بلالے واقع ساڈهور، والمشهرالمولوی محمدیحیٰ مدرس فی المدرسة مظاهر علوم، سهارنفور

٧. **بهجة الأسرار** ومعدن الأنوارفی مناقب القطب الرّباني، الشيخ الإمام عبدالقادر الجيلاني، للشطنوفي،الإمام نور الدين أبي الحسن علی بن يوسف (ت٧١٣ھ)،دار الكتب العلمية،بيروت،الطبعة الأولی١٤٢٣ھ۔٢٠٠٢م

٨. **بياض واحدی**، للسّيوستانی، المخدوم عبدالواحد الحنفی (ت١٢٢٤ ھ)، مخطوط مصور

٩. **تجلي اليقين**، للإمام أحمد الرّضا بن نقی علی خان الحنفی(ت١٣٤٠ ھ)،

١٠. **تحذير الناس** ،للنّانوتوی،المولوی قاسم،دار الإشاعة ، کراتشي

١١. **تفسير خزائن العرفان**، لصدر الأفاضل، السيّدمحمدنعيم الدّين المراد آبادی الحنفی(ت١٣٦٧ ھ)، المكتبة الرضوية ، کراتشي

١٢. **تفسير روح البيان**، للحقّی، الشيخ إسماعيل البروسی الحنفی (ت١١٣٧ ھ) الشيخ أحمدعزّوعناية، دارأحياء التراث العربی بيروت، الطبعة الأولی١٤٢١ھ۔٢٠٠١م

١٣. **تقريب البغية** بترتيب أحاديث الحلية، للهيثمي و العسقلانی ألفه الحافظ نورالدين علی بن أبی بكر(ت٨٠٧ھ)، وتمّة الحافظ أبی الفضل أحمد بن بحر (ت٨٥٢ھ)،تحقيق محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية،بيروت، الطبعة الأولی١٤٢١ھ۔١٩٩٩م

١٤. **التّوسّل** و أحكامه وأنواعه، للأنصاری، الشيخ محمدعابدالسّندی (ت١٢٥٧ ھ)، تحقيق أبی عبداللّٰه محمدجان بن عبداللّٰه النّعيمی، المكتبة المجدّديّة النّعيميّة، الطبعة الأولی ١٤٢٨ ھ ـ ٢٠٠٧م

١٥. **جامع الأحاديث**، رتّبه العلامة محمد حنيف خان الرّضوی، مركز أهل السّنة بركات رضا،الهند،الطبعة الأولی١٤٢٢ھ١٠٠٢م

١٦. **الجامع الصغير**، للسّيوطی،الحافظ جلال الدين بن أبی بكر الشافعی (ت٩١١ھ) مع شرحه فيض القدير، دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢٢ھ. ٢٠٠١م

١٧. **جمع الجوامع**، للسّيوطی، الحافظ جلال الدين بن أبی بكر (ت٩١١ھ)،تعليق خالد عبدالفتاح شبل،دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعةالأولی ١٤٢١ھ۔٢٠٠٠م

١٨. **الحديقة النّدية**(شرح الطّريقةالمحمّدية)، للنّابلسی،الإمام عبدالغنی الحنفی(ت١١٤٣ ھ) ،مكتبة فاروقية،بشاور

١٩. **حفظ الإيمان**، للتهانوی المولوی أشرف علي، كتب خانه مجيدية، ملتان

٢٠. **سُنَن ابن ماجة**، للإمام أبی عبدالله بن يزيدالقزوينی (ت٢٧٣ھ /٢٧٥ھ)،تحقيق محمودمحمد محمود حسن نصّار، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولی ١٤١٩ھ۔١٩٩٨م

٢١. **سُنَن أبی داود**، للإمام أبی داودسليمان بن أشعث(ت٢٧٥ھ)، تعليق عزت

عبیدالدّعاس و عادل السّید، دارابن حزم، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۷م

۲۲. **سُنَن الترمذی**، للإمام أبی عیسٰی محمدبن عیسٰی التّرمذی (ت ۲۷۹ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعةالأولی ۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۰م

۲۳. **سُنَن الدّارمی**، للإمام أبی محمد عبدالله بن عبدالرحمٰن (ت ۲۵۵ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعةالأولی ۱۴۲۱ھ۔۱۹۹۹م

۲۴. **السُّنَن الکبریٰ** للنّسائی ، الإمام أبی عبدالرحمٰن أحمدبن شعیب (ت ۳۰۳ھ)،دار الکتب العلمیة،بیروت، الطبعةالأولی ۱۴۱۱ھ۔۱۹۹۱م

۲۵. **شرح الطیبی** (علی مشکاة المصابیح) المسمّی کاشف عن حقائق السّنن، للطیبی، الإمام شرف الدّین الحسین بن محمد(ت ۷۴۳ھ)، تعلیق أبو عبد الله محمد علی سمک، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۲ھ۔۲۰۰۱م

۲۶. **شرح العلامة الزرقانی** (علی المواهب اللدنية)، للإمام محمد بن عبدالباقی (ت ۱۱۲۲ھ)، ضبطه محمدبن عبدالعزیز الخالدی، دارالکتب العلمیة ، بیروت، الطبعة الاولی ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۷م

۲۷. **شواهدالحق** فی الاستغاثة سیّدالخلق ﷺ، للنّبهانی، القاضی یوسف بن إسماعیل(ت ۱۳۵۰ھ)، ضبطه الشیخ عبدالوارث محمد علی، مرکز أهل السنّة برکات رضا، الهند، الطبعة الأولی ۱۴۲۵ھ۔۲۰۰۴م

۲۸. **صحیح ابن خزیمة**، للإمام أبی بکرمحمدبن إسحاق السّلمی النیسابوری(ت ۳۱۱ھ)، تحقیق الدکتور محمدمصطفٰی الأعظمی، المکتب الإسلامی، الطبعة الثّالثة ۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م

۲۹. **صحیح البخاری** للإمام أبی عبدالله محمدبن إسماعیل الجعفی (ت ۲۵۶ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۱م

۳۰. **صحیح مسلم**، للإمام أبی الحسین مسلم بن حجّاج القُشیری (ت ۲۶۱ھ)

۳۱. **صراط مستقیم**، للدّهلوی، إسماعیل القتیل، (ت ۱۲۴۶ھ)، همدرد

پریس، سهارنپور

۳۲. **عمل الیوم واللّیلة** لابن السّنی، أبی بکر أحمدبن محمد بن إسحاق الدّینوری(ت ۳۶۴ھ)، تحقیق عبدالقادر أحمدعطا، دارالمعرفة ، بیروت، ۱۳۹۹ھ ۔ ۱۹۷۹م

۳۳. **عمل الیوم واللیلة**، للنّسائی، الإمام أبی عبدالرحمٰن أحمدبن شعیب(ت ۳۰۳ھ)، تعلیق مرکزلخدمات الأبحاث الثّقافیة، مؤسّسة الکتب الثّقافیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۰۸ھ۔۱۹۸۹م

۳۴. **فتاویٰ أفریقه**، للإمام أحمد الرّضا بن نقی علی خان الحنفی (ت ۱۳۴۰ھ)، نوری کتب خانه، لاهور

۳۵. **فتاویٰ رضویة**(مع التخریج)، للإمام أحمد الرّضا بن نقی علی خان الحنفی(ت ۱۳۴۰ھ)، رضا فاؤنڈیشن، لاهور

۳۶. **فتاویٰ عزیزیة**، للدّهلوی، الشّاه عبدالعزیز بن الشّاه ولی الله (ت ۱۲۳۹ھ)، مجتبائی دهلی

۳۷. **فلاح کا راسته** شریعت کے آئینے میں، للنّعیمی، المفتی محمد أحمد بن محمد مبارک النقشبندی التّتوی، ضیاء الدّین پبلی کیشنز کراتشی

۳۸. **قصیده غوثیه** للقطب الربانی الشیخ عبدالقادر الجیلانی، سبزواری پبلی کیشنز، کراتشی

۳۹. **کتاب الشفا** بتعریف حقوق المصطفٰی ﷺ، للقاضی أبی الفضل عیاض الیحصبی المالکی (ت ۵۴۴ھ)، داراحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م

۴۰. **کتاب الفتن**، للمروزی، الحافظ نعیم بن حمّادالخزاعی (ت ۲۲۹ھ)، تحقیق أحمدعینی، دارالغدالجدید، القاهرة، الطبعة الأولی ۱۴۲۷ھ۔۲۰۰۶م

۴۱. **کنزالإیمان** فی ترجمة القرآن، للإمام أحمد الرضا بن نقی علی خان الحنفی (ت ۱۳۴۰ھ)، المکتبة الرضویة، کراتشی

.٤٢ **كنز العمال** في سُنَن الأقوال والأفعال، للهندي، العلامة علي المتّقي بن حسام الدّين(ت ٩٧٥هـ)، تحقيق محمودعمر الدّمياطي، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثّانية ١٤٢٤هـ ـ ٢٠٠٦م

.٤٣ **مجمع بحار الأنوار**، للنّبهاني، القاضي يوسف بن إسماعيل (ت ١٣٥٠هـ)، مطبع منشي نول كشور

.٤٤ **مجمع الزوائد**ومنبع الفوائد، للهيثمي، الحافظ نور الدّين علي بن أبي بكر(ت٨٠٧هـ)، تحقيق محمد عبدالقادر أحمدعطا، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ ـ ٢٠٠٠م

.٤٥ **مرقاة المفاتيح** (شرح مشكاة المصابيح)، للقاري ،الإمام علي بن سلطان محمد الحنفي(ت ١٠١٤هـ)، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ ـ ٢٠٠١م

.٤٦ **المستدرك على الصّحيحين**، للحاكم، أبي عبدالله محمدبن عبدالله النّيسابوري(ت ٤٠٥هـ)، دارالمعرفه، بيروت، ١٤٢٧هـ ـ ٢٠٠٦م

.٤٧ **مسند أبي عوانة** للإمام أبي عوانة يعقوب بن إسحاق الأسفراسئيني (ت ٣١٦هـ)، دارالمعرفة، بيروت

.٤٨ **مسند أبي يعلىٰ**، الإمام أبي يعلي أحمد بن علي الموصلي (٣٠٧هـ)، تحقيق الشيخ خليل مامون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ ـ ٢٠٠٥م

.٤٩ **المسند**، للشيباني، الإمام أحمد بن حنبل(ت ٢٤١هـ)،المكتب الإسلامي ، بيروت

.٥٠ **مشكاة المصابيح**، للتّبريزي، ولي الدين أبي عبدالله محمد بن عبدالله الخطيب(ت ٧٤١هـ)، تحقيق الشيخ جمال عيتاني، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ ـ ٢٠٠٣م

.٥١ **المصنّف لابن أبي شيبة**، الإمام أبي بكر عبدالله بن محمد العبسي الكوفي (ت ٢٣٥هـ)، تحقيق محمد عوّامة، المجلس العلمي، بيروت، الطبعة الأولى

١٤٢٧هـ ـ ٢٠٠٦ء

.٥٢ **المعجم الصغير**، للطبراني، للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد (ت ٣٦٠هـ)دارالكتب العلمية، بيروت

.٥٣ **المعجم الكبير**،للطبراني، لإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد (ت ٣٦٠هـ)، تحقيق حمدي عبدالمجيد، دارإحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٢هـ ـ ٢٠٠٢م

.٥٤ **الموطّأ**، للإمام مالك بن أنس(ت ١٧٩هـ) رواية يحي بن يحي، دار احياء التراث العربي، بيروت، الطبعةالأولى ١٤١٨هـ ـ ١٩٩٧م

.٥٥ **المواهب اللّدنيّة** بالمنح المحمّديّة، للقسطلاني، الشيخ أحمدبن محمد(ت٩٢٣هـ)، تعليق مامون بن محي الدين الجنان، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ ١٩٩٦م

.٥٦ **نفحات الإنس**، للجامي، العلامة نور الدين عبدالرحمٰن بن أحمد (ت٨٩٨هـ)، مطبع منشي نول كشور